سفرنامۂ

افغانستان

اور

امارتِ اسلامیہ کی چشم دید صورتِ حال

تالیف

مفتی عبدالرؤف غزنوی

فاضل وسابق استاذ وخطیب دارالعلوم دیوبند (انڈیا)

استاذ حدیث جامعہ علوم اسلامیہ علامہ بنوری ٹاؤن کراچی

پاسبانِ حق
pasbanehaq

جامع مسجد امام ابوحنیفہ غزنی

جامع مسجد خرقہ مبارک قندھار

جامع مسجد پل خشتی کابل

مکتبہ غزنوی کراچی

0333-2114000

TELEGRAM CHANNEL ::: https://t.me/pasbanehaq1

سفرنامہ

افغانستان

اور

امارات اسلامیہ کی چشم دید صورت حال

تالیف

مفتی عبدالرؤف غزنوی

فاضل وسابق استاذ وخطیب دارالعلوم دیوبند (انڈیا)

استاذ حدیث جامعہ علوم اسلامیہ علامہ بنوری ٹاؤن کراچی

مکتبہ غزنوی کراچی

0333-2114000

TELEGRAM CHANNEL ::: https://t.me/pasbanehaq1

جملہ حقوق طباعت محفوظ ہیں

نام کتاب ..... سفرنامہ افغانستان اور امارات اسلامیہ کی چشم دید صورت حال

اہتمام و پیشکش ..... مفتی عبدالرؤف غزنوی
فاضل و سابق استاذ خطیب دارالعلوم دیوبند (انڈیا)
استاذ حدیث جامعہ علوم اسلامیہ علامہ بنوری ٹاؤن کراچی

قانونی مشیر ..... خواجہ سیف الاسلام ایڈوکیٹ ہائی کورٹ سندھ

اشاعت اوّل ..... ۱۴۴۳ھ - ۲۰۲۲ء

فون 0333-2114000
0317-7034000

ناشر

مکتبہ غزنوی کراچی

0333-2114000

مکتبہ غزنوی، سلام کتب مارکیٹ، علامہ بنوری ٹاؤن کراچی

TELEGRAM CHANNEL ::: https://t.me/pasbanehaq1

آسیا یک پیکر آب و گل است　　ملّتِ افغاں دراں پیکر دل است

از فسادِ او فسادِ آسیا　　در کشادِ او کشادِ آسیا

تا دل آزاد است آزاد است تن　　ورنہ کاہے در رہ باد است تن

(علامہ اقبالؒ)

ترجمہ و مفہوم: ''چکّی پانی و مٹی کی بنی ہوئی ایک صورت ہے، جس کے اندر افغان قوم کو دل (محور) کا درجہ حاصل ہے۔

اس محور کی خرابی سے پوری چکّی خراب ہو جاتی ہے، اور اس کے درست رہنے سے چکّی درست رہتی ہے۔

جب تک دل آزاد رہتا ہے پورا جسم آزاد رہتا ہے ورنہ جسم کی حیثیت ہوا کے سامنے تنکے کے برابر رہ جاتی ہے۔''

TELEGRAM CHANNEL ::: https://t.me/pasbanehaq1

حضرت علامہ محمد انور شاہ کشمیریؒ کی تحریر کا عکس جس میں افغانستان سے متعلق
حضرت مولانا قاسم نانوتویؒ کا ایک بصیرت افروز مکاشفہ نقل کیا گیا ہے

☆.....☆.....☆

ما میدانیم کہ تا آنکہ قوم
والی ولایت خداداد بر جادۂ دین نبی صلی اللہ علیہ وسلم مستقیم است فتنہ نخواہد زاد۔ و چون خدا
نکردہ حال افغانستان دگرگون افتد آنوقت نہ ما باشیم و نہ از ما کسے این مسائل خواہد پرسید
بانی دار العلوم دیوبند مولانا محمد قاسم صاحب رحمۃ اللہ علیہ کہ از اعلام دین و صاحب کشف و یقین
بودہ اند پنجاہ سال پیش ازین فرمودہ است کہ ما توجہ سرور کائنات علیہ افضل الصلوٰۃ و اکمل التحیات
را منعطف بسوئے خطۂ کابل دیدیم۔ پس ما احقران متبان این مدرسہ توقعات رفعت و قلاع آن
دولت بہر گونہ وابستہ ایم۔

اس تحریر کا اردو ترجمہ صفحہ نمبر (۳۴) پر ملاحظہ فرمائیں

TELEGRAM CHANNEL ::: https://t.me/pasbanehaq1

بسم اللہ الرحمن الرحیم

پیشِ لفظ

الحمد للہ وکفیٰ، وسلام علی عبادہ الذین اصطفیٰ، أما بعد:

امارتِ اسلامیہ افغانستان کے دورِ اول میں احقر کو چار مرتبہ افغانستان حاضری نصیب ہوئی۔ اس دوران امیر المؤمنین ملا محمد عمر مجاہد قدّس اللہ سرّہ العزیز اور دیگر ذمہ دارانِ امارتِ اسلامیہ سے ملاقات، ان کے طرزِ حکمرانی کا مشاہدہ، پورے ملک میں امن وامان کی صورتِ حال کا معاینہ، امارتِ اسلامیہ پر عام لوگوں کا اعتماد اور ان کے تاثرات جاننے کا موقع میسّر ہوا۔ مذکورہ چشم دید صورتِ حال سے احقر بے حد متاثر ہوا اور اپنی ٹوٹی پھوٹی تحریر کے ذریعے اس ماحول کی منظر کشی اور اپنے تأثرات ومشاہدات کو اختصار کے ساتھ اپنی ڈائریوں میں محفوظ کرنے کی کوشش بھی کی۔

سال ۱۴۳۸ھ مطابق ۲۰۱۷ء کو کچھ دوست واحباب اور اہلِ علم حضرات کے مشورے واصرار پر راقم نے اپنی کتاب ''حکایتِ مہر ووفا'' کی طباعت کا ارادہ کیا۔ اس کتاب کا مسوّدہ درحقیقت تین مقامات (حجاز مقدس، دار العلوم دیوبند اور امارتِ اسلامیہ افغانستان) کے سفر کے حالات ومشاہدات پر مشتمل تھا، اور ''حکایتِ مہر ووفا'' کے نام سے تینوں کو یکجا شائع کرنے کا پروگرام تھا، لیکن کچھ مشفق وکرم فرما بزرگوں اور چند دوست واحباب کے مشورے سے بالآخر یہ طے ہوا کہ احتیاط کا تقاضا یہ ہے کہ فی الحال مذکورہ کتاب میں افغانستان کا سفرنامہ شامل نہ کیا جائے اور آیندہ کسی مناسب وقت میں اُسے

TELEGRAM CHANNEL ::: https://t.me/pasbanehaq1

مستقل طور پر شائع کر دیا جائے، چنانچہ ''حکایتِ مہر و وفا'' صرف اول الذکر دو مقامات کے سفرنامے پر مشتمل ہو کر شائع ہوگئی اور اللہ تعالیٰ کے فضل سے خوب مقبول ہوگئی۔

سال ۱۴۴۲ھ مطابق ۲۰۲۱ء کو عربی زبان میں حجاز مقدس، دار العلوم دیوبند، امارتِ اسلامیہ افغانستان اور چند دیگر مقامات کے سفر کے حالات و مشاہدات پر مشتمل احقر کی کتاب ''قصۃُ المودۃ والوفاء'' شائع ہوگئی جس کو قارئینِ کرام نے بڑی دلچسپی سے پڑھا اور بالخصوص امارتِ اسلامیہ افغانستان سے متعلق جو تاثرات و مشاہدات اس میں درج تھے ان سے بہت متاثر ہوئے۔ اس موقع پر جب بعض دوست و احباب کو یہ معلوم ہوا کہ میں نے اردو زبان میں بھی سفر نامۂ افغانستان تحریر کیا ہے جو مسوّدہ کی شکل میں میرے پاس محفوظ ہے تو انہوں نے اسے شائع کرنے کا مطالبہ کرتے ہوئے احقر کو اس کیلئے آمادہ کرنے کی کوشش کی۔

احقر اس سلسلے میں غور و مشورہ کر ہی رہا تھا کہ تحریکِ طالبان جو امارتِ اسلامیہ کے سقوط کے بعد تقریباً بیس سال سے جاری تھی اُس نے زور پکڑا اور پے در پے فتوحات کا سلسلہ شروع ہوا، یہاں تک کہ ۶/محرم ۱۴۴۳ھ مطابق ۱۵/اگست ۲۰۲۱ء کو بروز اتوار کابل فتح ہوا اور پورے افغانستان میں سے صرف پنجشیر ہی رہ گیا جو چند ہی دن بعد ۲۸/محرم ۱۴۴۳ھ مطابق ۶/ستمبر ۲۰۲۱ء کو بروز پیر وہ بھی فتح ہوا، اور اللہ تعالیٰ کی توفیق سے پورا افغانستان امارتِ اسلامیہ کے کنٹرول میں آ گیا۔

پندرھویں صدی ہجری کے اندر خیر القرون کی تاریخ کو زندہ کرنے والے افغان طالبان اور فضائے بدر پیدا کرنے والے سر بکف مجاہدین کی قربانیوں کے نتیجے میں اللہ تعالیٰ کی مدد و نصرت کو دیکھ کر مجھے امیر المؤمنین ملّا محمد عمر مجاہد قدّس اللہ سرّہ العزیز کی وہ

TELEGRAM CHANNEL ::: https://t.me/pasbanehaq1

بات یاد آئی جو انہوں نے سقوطِ امارت اسلامیہ کے بعد ہی آج سے تقریباً بیس سال قبل کہی تھی اور وہ بات ان ہی کی آواز میں آج تک ریکارڈ میں محفوظ ہے کہ "ان شاء اللہ تعالیٰ امریکا جو دورِ حاضر کا فرعون ہے افغانستان کے مخلص و سربکف مجاہدین کے ذریعے سرنگوں و ذلیل ہو جائیگا"۔

اس موقع پر امارتِ اسلامیہ کا دورِ اول اور اس کے تأثرات و مشاہدات یاد آتا اور اپنے سفرنامے کے اندر وہاں کے چشم دید صورتِ حال جو تحریر کی گئی تھی اس کا ذہن میں تازہ ہو جانا ایک قدرتی بات تھی۔ اُن پر کیف یادداشتوں کو اپنے ذہن میں تازہ کرنے کے ساتھ ہی راقم کو انشراحِ صدر کے ساتھ یہ محسوس ہوا کہ افغانستان سے متعلق اپنے سفرنامے کی اشاعت کا شاید یہ سب سے موزوں وقت ہے۔

لہٰذا! اللہ تعالیٰ پر توکُّل کرتے ہوئے احقر نے "مکتبہ غزنوی کراچی" سے اس امید کے ساتھ "سفرنامۂ افغانستان اور امارتِ اسلامیہ کی چشم دید صورتِ حال" کو شائع کرنے کا ارادہ کیا کہ قارئینِ کرام اس مختصر رسالہ کو پڑھ کر امارتِ اسلامیہ کے طرزِ حکمرانی، امیر المؤمنین اور دیگر ذمہ داران کے اخلاص و سادگی اور وہاں کی بابرکت فضاء اور پرامن ماحول سے واقف ہو کر اپنے ایمان میں تازگی اور اپنے قلب میں سکون و خوشی محسوس کریں گے، اور احقر کو اپنی دعاؤں میں یاد فرمائیں گے۔

عبدالرؤوف غزنوی عفا اللہ عنہ

۱۹/۲/۱۴۴۳ھ

۲۷/۹/۲۰۲۱ء

TELEGRAM CHANNEL ::: https://t.me/pasbanehaq1

فہرست عنوانات

	عنوانات	صفحہ نمبر
❁	پیشِ لفظ	۵
❁	فہرست عنوانات	۸
❁	حرفِ اوّلین	۱۰
❁	افغانستان میں روسی مداخلت اور افغان قوم کا اس کے خلاف اعلانِ جہاد	۱۱
❁	مجاہدین کا امتحان اور آپس کے اختلافات	۱۲
❁	مخلصین کی دعائیں	۱۵
❁	تحریکِ طالبان کا آغاز اور ملّا محمد عمر مجاہد کا مختصر تذکرہ	۱۶
❁	دعوت وتذکرہ کے بعد لٹیروں کے خلاف ملّا محمد عمر مجاہد کا عملی اقدام	۱۸
❁	پاکستان اور چند دیگر ممالک کا امارتِ اسلامیہ کو رسمی طور پر تسلیم کرنا	۱۹
❁	امارتِ اسلامیہ کے دور میں احقر کی افغانستان حاضری	۲۰
❁	امیر المؤمنین ملّا محمد عمر مجاہد سے ملاقات اور ان کی بے تکلف زندگی کا مشاہدہ	۲۱
❁	امیر المؤمنین کی سادگی اور ایک دلچسپ واقعہ	۲۲
❁	احقر کا تأثر	۲۳
❁	عام لوگوں کی صورتِ حال	۲۴
❁	جامع مسجد خرقۂ مبارک کے نمازیوں کا ایک منظر	۲۶
❁	امارتِ اسلامیہ کی چند جھلکیاں	۲۷
❁	گورنر قندہار کا ایک واقعہ	۳۱

TELEGRAM CHANNEL ::: https://t.me/pasbanehaq1

	۹
علامہ محمد نور شاہ کشمیری کی ایک نایاب تحریر میں افغانستان سے متعلق یہ تاریخی جملہ	۳۰
سرزمین افغانستان کی اہمیت و عظمت علامہ اقبال کی نظر میں	۳۵
مختصر تشریح	۳۸
علامہ اقبال کا سفر افغانستان	۳۸
"مثنوی مسافر" کے چند منتخب اشعار	۳۹
خواجہ شاہ کو علامہ اقبال کی نصیحت	۴۳
خواجہ شاہ کی عظمت اور اس کا نتیجہ	۴۴
شیخ سید محمود حسین احمد مدنیؒ سے متعلق علامہ اقبال کے ایک قطعہ کی ضروری وضاحت	۴۶
ایک خصوصی گزارش	۵۱
امارتِ اسلامیہ افغانستان سے متعلق ڈاکٹر جاوید اقبال صاحب کا تاثر	۵۲
امارتِ اسلامیہ سے متاثر ہو کر ایک انگریز خاتون کا قبولِ اسلام	۵۴
مریم کا قبول اسلام فرزندِ اقبال کے تاریخی جملے کا ثبوت ہے	۵۶
مریم سے کیا گیا ایک سوال اور اس کا جواب	۵۸
امارتِ اسلامیہ کی مقبولیت سے امریکا اور یورپ والوں کی نیندیں حرام	۵۸
خاتمہ	۶۰
افغانستان کے سابقہ جہاد اور طالبان کے جہاد کا موازنہ	۶۱
ایک سبق آموز واقعہ	۶۵
آخری گذارش	۶۷

TELEGRAM CHANNEL ::: https://t.me/pasbanehaq1

حرف اوّلین

امارتِ اسلامیہ افغانستان ملا محمد عمر مجاہد کی سرکردگی میں افغانستان کے دینی مدارس کے طلبہ (جن کو پشتو زبان میں ''طالبان'' کہتے ہیں) کی تحریک وقربانیوں کے نتیجے میں قائم ہوئی، دینی مدارس کے طلبہ نے یہ تحریک اس وقت شروع کی جب روس کی شکست کے بعد مجاہدین کے سربراہ آپس میں اتحاد واتفاق قائم نہ کر سکے، اور ان کے اختلافات کے نتیجہ میں ملک کے اندر لاقانونیت، افراتفری اور خانہ جنگی شروع ہوگئی اور وہاں کے عوام مایوسی اور سخت تشویش میں مبتلا ہوگئے۔ تحریکِ طالبان کی برکت سے وہ افراتفری ولاقانونیت ختم ہوگئی، اور امارتِ اسلامیہ معرضِ وجود میں آئی، اور اسلامی طرزِ حکومت کا ایک بہترین نمونہ سامنے آیا، طالبان کے دورِ اقتدار میں احقر نے چند مرتبہ افغانستان کا سفر کیا، اور امارتِ اسلامیہ کی صورتِ حال اور اس کی برکات کا اپنی آنکھوں سے مشاہدہ کیا، اور دل نے چاہا کہ قارئین کے سامنے اپنی ٹوٹی پھوٹی تحریر کے ذریعہ اس ماحول کی ایک جھلک پیش کر دینے کی کوشش کروں، لیکن اس سے پہلے مناسب معلوم ہوتا ہے کہ تمہید کے طور پر افغانستان میں روس کی مداخلت وفوج کشی اور افغان قوم کا اس کے خلاف مسلسل جہاد اور اس کے نتیجے میں روس کی شکست اور مجاہدین کی کامیابی کا اختصار کے ساتھ تذکرہ کیا جائے۔

TELEGRAM CHANNEL ::: https://t.me/pasbanehaq1

افغانستان میں روسی مداخلت اور افغان قوم کا اس کے خلاف اعلانِ جہاد

۲۷ اپریل ۱۹۷۸ء کو روس کی مداخلت و مدد سے نور محمد ترہ کئی نے افغان صدر محمد داؤد کو قتل کر کے اس کی حکومت کا تختہ الٹ دیا اور خود افغانستان کا کٹھ پتلی صدر بن گیا اور صدر بنتے ہی اس نے کمیونزم کا نظام قائم کرنے کی کوشش کی۔ افغانستان کے غیور مسلمانوں نے اس نظام کو یکسر مسترد کرتے ہوئے اس کے خلاف مزاحمت اور جہاد کا اعلان کر دیا، نور محمد ترہ کئی کی حکومت نے اپنے مخالفین کا قتل عام شروع کر دیا۔ جس کی وجہ سے لاکھوں کی تعداد میں مسلمان ہجرت کرنے پر مجبور ہو گئے لیکن ہجرت کے ساتھ ساتھ انہوں نے جہاد فی سبیل اللہ کا سلسلہ بھی جاری رکھا اور دنیا بھر کے مسلمانوں اور بالخصوص پاکستان نے اس وقت کے صدر جنرل محمد ضیاء الحق کی سرکردگی میں ان کا بھرپور تعاون کیا، افغان کٹھ پتلی صدر نور محمد ترہ کئی جب مجاہدین کی مزاحمت کو کچلنے میں ناکام ہو گیا تو صدارت کے ایک سال اور چند مہینوں کے بعد اس کو قتل کر دیا گیا، اور اس کی جگہ حفیظ اللہ امین کو صدر بنایا گیا، جب حفیظ اللہ امین بھی مجاہدین کا مقابلہ نہ کر سکا، تو چند ہی مہینوں کے اندر روس نے اسے بھی قتل کروا کر دسمبر ۱۹۷۹ء کو ایک اور کٹھ پتلی صدر کے طور پر ببرک کارمل کو نامزد کر دیا، اور اپنی ایک لاکھ مسلح فوج کو بھی افغانستان میں داخل کر دیا اور پورے ملک کو اپنے قبضے میں لینے اور پھر بحیرۂ عرب کے گرم پانی تک پہنچنے کا منصوبہ بنایا، لیکن افغانستان کے غیور مسلمانوں نے دنیا بھر کے مسلمانوں اور بالخصوص پاکستان کی حمایت سے اس کے خلاف مسلح اور مسلسل جہاد کا سلسلہ مزید تیز کر دیا، جس کی مدافعت کٹھ پتلی صدر ببرک کارمل اور روسی مسلح فوج سے نہ ہو سکی۔

۱۴ اپریل ۱۹۸۶ء کو روس نے ببرک کارمل کو معزول کر کے ڈاکٹر نجیب اللہ کو صدر کی

TELEGRAM CHANNEL ::: https://t.me/pasbanehaq1

حیثیت سے نامزد کر دیا، لیکن اس کی صدارت وعیاری بھی روس سے کام نہ آسکی، اور اس جہاد کامیابی کے ساتھ جاری رہا، یہاں تک کہ مجبور ہو کر روس نے افغانستان سے انخلاء اعلان کر دیا، اور ۱۵ فروری ۱۹۸۹ء کو ذلت و رسوائی اور بھاری جانی و مالی نقصان کے ساتھ اس کا انخلاء مکمل ہو گیا۔ انخلاء کے ساتھ ہی اس کا زوال بھی شروع ہوا اور ۱۹۹۱ء تک اپنے آپ کو سپر طاقت سمجھنے والا سوویت یونین پارہ پارہ ہو گیا، اور کافروں اور مکاروں سے متعلق اللہ تعالیٰ کے مندرجہ ذیل ارشادِ گرامی کا ایک منظر پوری دنیا کے سامنے آ گیا:

"وَيُرِيدُونَ كَيْدًا فَالَّذِينَ كَفَرُوا هُمُ الْمَكِيدُونَ" (الطور: ۴۲)

"یعنی کہ یہ لوگ کوئی فریب کرنا چاہتے ہیں تو (یاد رکھیں) یہ کافر لوگ خود ہی فریب میں آنے والے ہیں"۔

مجاہدین کا امتحان اور آپس کے اختلافات

یہ دنیا امتحان گاہ ہے، اور اللہ تعالیٰ کا یہ نظام ہے کہ اس امتحان گاہ میں انسانوں کو مختلف طریقوں سے آزماتا ہے، کبھی مصیبت میں مبتلا کر کے، کبھی راحت پہنچا کر ان کو آزماتا ہے۔ چنانچہ ارشادِ ربانی ہے:

"وَنَبْلُوكُم بِالشَّرِّ وَالْخَيْرِ فِتْنَةً وَإِلَيْنَا تُرْجَعُونَ" (الانبیاء: ۳۵)

ترجمہ: "اور ہم تم کو آزمانے کے لیے مصیبت و راحت میں مبتلا کرتے ہیں اور تم سب ہمارے پاس ہی لوٹ کر آؤ گے"۔

اسی نظامِ الٰہی کو سامنے رکھتے ہوئے حضرت موسیٰ علیہ السلام نے اپنی قوم بنی اسرائیل سے کہا تھا:

"عسى ربكم أن يُهلك عدوَّكم ويستخلفكم في الأرض فينظر كيف تعملون" (الاعراف: ۱۲۹)

TELEGRAM CHANNEL ::: https://t.me/pasbanehaq1

ترجمہ: "نزدیک ہے کہ تمہارا پروردگار تمہارے دشمن کو ہلاک کر دے اور تمہیں زمین میں اس کا جانشین بنا دے پھر (تمہارا امتحان لیتے ہوئے) دیکھے کہ تم کیسے عمل کرتے ہو؟"

حضرت موسیٰ علیہ السلام کی مذکورہ پیشین گوئی کے مطابق اللہ تعالیٰ نے بنی اسرائیل کی جفاکشی اور صبر کے بدلے فرعون اور اس کی قوم کو سمندر میں غرق کر دیا اور بنی اسرائیل سے سمندر پار کروا کر ان کو زمین کا وارث بنا دیا۔ اس کے بعد بنی اسرائیل کو سمجھنا چاہیے تھا کہ اب ہمارے امتحان کا وقت آ گیا ہے اور ہمیں اللہ تعالیٰ اور اس کے پیغمبر حضرت موسیٰ علیہ السلام کی ہدایات پر مکمل طریقے سے عمل کرنا چاہیے تاکہ امتحان میں کامیابی نصیب ہو، لیکن انہوں نے اس کے برعکس من مانیاں اور ناجائز مطالبات شروع کر دیئے، جن کا ذکر قرآن پاک میں مختلف مقامات پر کیا گیا ہے۔

ان کے ناجائز مطالبات میں سے صرف ایک مطالبہ نمونہ کے طور پر قرآن پاک کی مندرجہ ذیل آیتِ کریمہ کے حوالہ سے نقل کیا جا رہا ہے:

"وَجٰوَزْنَا بِبَنِيْٓ اِسْرَاۗءِيْلَ الْبَحْرَ فَاَتَوْا عَلٰي قَوْمٍ يَّعْكُفُوْنَ عَلٰٓي اَصْنَامٍ لَّهُمْ ۚ قَالُوْا يٰمُوْسَى اجْعَلْ لَّنَآ اِلٰهًا كَمَا لَهُمْ اٰلِهَةٌ ۭ قَالَ اِنَّكُمْ قَوْمٌ تَجْهَلُوْنَ" (الأعراف:۱۳۸)

ترجمہ: "اور ہم نے بنی اسرائیل سے سمندر پار کروایا تو وہ ایسے لوگوں کے پاس سے گزرے جو اپنے بتوں پر جمے بیٹھے تھے، بنی اسرائیل کہنے لگے کہ اے موسیٰ! ہمارے لیے بھی ایسا ہی کوئی معبود تیار کر دو، جیسے ان لوگوں کے معبود ہیں، موسیٰ علیہ السلام نے کہا: بے شک تم لوگوں میں بڑی جہالت ہے"۔

بنی اسرائیل کی ناشکری، اللہ کی نعمتوں کی ناقدری اور احکامِ خداوندی سے روگردانی کی بنیاد پر اللہ تعالیٰ نے ان کو ذلیل کر دیا، اور ان کے متعلق ارشاد فرمایا:

TELEGRAM CHANNEL ::: https://t.me/pasbanehaq1

''وَضُرِبَتْ عَلَيْهِمُ الذِّلَّةُ وَالْمَسْكَنَةُ وَبَآءُوْا بِغَضَبٍ مِّنَ اللّٰهِ''

(البقرة:٦١)

ترجمہ: ''اور ڈالی گئی ان پر ذلت ومحتاجی اور وہ اللہ کا غضب لے کر لوٹے۔''

افغان مجاہدین کی بے پناہ قربانیوں کے بدلے اللہ تعالیٰ نے ان کو کامیابی اور فتوحات سے نوازا، اور دنیا کی سپر طاقت سوویت یونین کو شکست سے دوچار، افغانستان سے نکلنے پر مجبور اور پھر اس کو پارہ پارہ کر دیا، اور افغانستان کی سرزمین سربراہانِ جہاد کے حوالے کر دی۔ ان کے بعد ہونا تو یہ چاہیے تھا کہ مذکورہ سربراہان اس بات پر غور کرتے کہ اللہ تعالیٰ نے تو بڑی مدد فرمائی ہے، ہمارے دشمن کو نیست ونابود کر دیا ہے، اور ہمیں سرخ رو کر دینے کے ساتھ ساتھ ایک عزت کے مقام پر پہنچا دیا ہے، اب ہمارا امتحان ہے کہ ہم اللہ تعالیٰ کے دین کے لیے کیا کرتے ہیں اور جو سرزمین ہمارے حوالے کی گئی ہے اس پر کیسا نظام قائم کرتے ہیں؟ افسوس کے ساتھ یہ کہنا پڑتا ہے کہ مجاہدین کے سربراہان بجائے اس کے کہ وہ اللہ تعالیٰ کا شکر بجالاتے ہوئے اتحاد واتفاق کے ساتھ ایک مثالی اسلامی حکومت قائم کرتے اور لاکھوں شہداء فی سبیل اللہ کی قربانیوں کو رائیگاں نہ جانے دیتے، وہ آپس میں اقتدار ومال کی لالچ میں دست وگریبان ہو گئے، اور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا مندرجہ ذیل ارشادِ گرامی اور اس سے ملتے جلتے دیگر ارشادات ان کو یاد نہیں رہے:

''عن كعب بن مالك رضى الله عنه قال قال رسول الله صلى الله عليه وسلم ما ذئبان جائعان أُرْسِلا فى غنم بأفسد لها من حرص المرء على المال والشرف لدينه'' (رواه الترمذى وقال هذا حديث حسن صحيح ٦٢٢)

ترجمہ: ''حضرت کعب بن مالک رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم

TELEGRAM CHANNEL ::: https://t.me/pasbanehaq1

نے ارشاد فرمایا کہ دو بھوکے بھیڑیے جو بکریوں کے ریوڑ میں چھوڑ دیئے گئے ہوں، ان بکریوں کو اتنا نقصان نہیں پہنچا سکتے جتنا نقصان مال و جاہ کا لالچی انسان دین کو پہنچا دیتا ہے"۔

جہادی کمانڈروں کے آپس کے اختلافات کی وجہ سے ملک میں افراتفری اور خانہ جنگی کی صورت پیدا ہوگئی، سینکڑوں کی تعداد میں مسلح کمانڈر اپنے اپنے زیر اثر علاقوں میں عملاً حکمران بن گئے، جن سے نہ تو عوام کی جان و مال محفوظ رہا اور نہ ہی عورتوں کی عصمتیں، ہر ایک کمانڈر نے اپنے علاقے میں عام راستوں پر زنجیریں نصب کر کے گاڑیوں اور بسوں میں سفر کرنے والے مسافروں اور تاجروں کو خود ساختہ ٹیکس کے نام پر لوٹنا شروع کیا، ان سے کوئی پوچھنے والا نہیں تھا، اور اگر کوئی مسافر یا بس ڈرائیور ان کی منہ مانگی رقم دینے میں کچھ پس و پیش کرتا تو اس پر سخت تشدد کیا جاتا۔ اس صورت حال سے عوام تنگ آ گئے تھے، اور جن کمانڈروں کو پہلے مجاہدین کے مقدس لقب سے یاد کرتے تھے اب ان کو پشتو محاورہ کے مطابق "تو پکیان" کے نام سے یاد کرنے لگے، جس کا مفہوم یہ بنتا ہے کہ "بندوق کے زور پر لوٹنے والے"۔ غرض یہ ہے کہ حالات بگڑتے چلے گئے اور دور دور تک کوئی خیر کی کرن نظر نہیں آ رہی تھی، اس لیے کہ جو مخلص مجاہدین تھے وہ بے بس اور گوشہ نشین ہو گئے تھے اور جن کے پاس طاقت یا اسلحہ تھا وہ اقتدار اور مال کی محبت میں گرفتار ہو گئے تھے، اور نوبت یہاں تک پہنچ چکی تھی کہ اپنے جغرافیائی حدود کے ساتھ افغانستان کی بقا کو بھی خطرات لاحق ہو گئے تھے۔

مخلصین کی دعائیں

TELEGRAM CHANNEL ::: https://t.me/pasbanehaq1

امیدوں کا مرکز بن چکی تھی، جہاں لاکھوں مسلمانوں نے دین کی حفاظت کے لیے اپنی جانوں کے نذرانے پیش کرتے ہوئے جام شہادت نوش کیا تھا، جن میں افغانیوں کے علاوہ کرۂ ارض کے چپہ چپہ کے وہ غیور مسلمان بھی شامل تھے جو شوق شہادت میں افغانستان جا کر جہاد میں عملی حصہ لے چکے تھے، اور اپنے اپنے ملک اور عزیز و اقارب سے دوری اور جدائی کی حالت میں شہید ہو چکے تھے، اس سرزمین پر غنڈہ گردی، لاقانونیت اور درندگی کا راج مسلمانوں کے لیے باعث تشویش و بے قراری بن چکا تھا۔ اور ہر مخلص مسلمان دل کی گہرائیوں سے یہ دعا کرتا تھا کہ اے اللہ! مجاہدین اور شہداء کی بے پناہ قربانیوں کو ضائع مت فرما! اور افغانستان کی سرزمین پر قرآن وسنت کے قانون کو نافذ فرما۔ جس کے نفاذ کے لیے لاکھوں شہداء کی ارواح تڑپ رہی ہوں گی! اور اے اللہ! غنڈوں اور لٹیروں کے ہاتھوں سے اس سرزمین کو نجات عطا فرما!۔

تحریکِ طالبان کا آغاز اور ملا محمد عمر مجاہد کا مختصر تذکرہ

شہداء کی پاکیزہ شہادتیں اور مخلص مسلمانوں کی غائبانہ اور مخلصانہ دعائیں بالآخر رنگ لے آئیں، اور ملا محمد عمر مجاہد کی سرکردگی میں بے سروسامانی کی حالت میں دینی مدارس کے طلبہ کی تحریک بنامِ ''تحریک طالبان'' شروع ہوئی، جو اللہ تعالیٰ کی مدد سے محیر العقول کامیابیوں کے ساتھ آگے بڑھتی چلی گئی، یہاں تک کہ ملک کا تقریباً نوے فیصد رقبہ ان کے ہاتھ میں آ گیا۔ مناسب معلوم ہوتا ہے کہ اس تحریک کے بانی کا مختصر تذکرہ کیا جائے۔

ملا محمد عمر مجاہد ۱۹۶۰ء کو قندہار کے مضافات میں ایک غریب دینی گھرانے میں پیدا ہوئے، ان کے والد جن کا نام مولوی غلام نبی تھا ایک مسجد کے امام تھے، تین سال کی

TELEGRAM CHANNEL ::: https://t.me/pasbanehaq1

عمر میں ملّا محمد عمر مجاہد اپنے والد ماجد کے سایہ سے محروم ہو گئے اور ان کے چچا مولوی محمد انور صاحب نے اپنے مرحوم بھائی کی بیوہ سے جو ملّا محمد عمر مجاہد کی والدہ تھیں نکاح کر لیا، اس طرح وہ چچا ہونے کے ساتھ ساتھ ملّا محمد عمر مجاہد کے سوتیلی والد بھی بن گئے، مولوی محمد انور صاحب نے ملّا محمد عمر مجاہد کی پرورش و تربیت پر خوب توجہ دی، اور ان کو دینی تعلیم میں لگا دیا، ابھی وہ زیرِ تعلیم تھے کہ ۱۹۷۸ء کو افغانستان میں کمیونسٹ انقلاب آیا اور علماء نے کمیونسٹوں کے خلاف جہاد کو فرضِ عین قرار دیا، ملّا محمد عمر مجاہد نے اپنی تعلیم کو موقوف کر کے دوسرے غیور مسلمانوں اور بالخصوص دینی تعلیم حاصل کرنے والے طلبہ کی طرح جہاد فی سبیل اللہ کو ترجیح دی، ملّا محمد عمر مجاہد تقریباً چودہ سال تک کمیونسٹوں اور روسیوں کے خلاف میدانِ جہاد میں مصروفِ عمل رہے، جہاد کے دوران تین مرتبہ شدید زخمی ہو گئے اور دائیں آنکھ بھی ضائع ہو گئی، لیکن انہوں نے اپنی ہمت پھر بھی نہیں ہاری، اور نہایت اخلاص و بہادری کے ساتھ جہاد کرتے رہے، اور چونکہ وہ راکٹ لانچر استعمال کرنے کے ماہر تھے اس لیے روسیوں کے بہت سے ٹینک ان کے راکٹوں سے تباہ ہوئے، ملّا محمد عمر مجاہد روسی مداخلت سے لے کر اس کے مکمل انخلاء تک اور پھر کٹھ پتلی صدر نجیب اللہ کی حکومت کے خاتمے تک میدانِ جہاد میں سرگرمِ عمل رہے، اور جب مجاہدین نے کابل فتح کیا تو ملّا محمد عمر مجاہد نے دیکھا کہ جہاد فی سبیل اللہ کا ثمرہ اللہ تعالیٰ کی توفیق سے حاصل ہو گیا اس لیے کہ روسیوں اور کمیونسٹوں نے شکست کھائی اور ملک مجاہدین کے ہاتھوں میں آ گیا، اور آگے مجھے نہ تو کسی منصب و عہدہ کی ضرورت ہے اور نہ ہی کسی شہرت، اور دنیوی مقام کی، لہٰذا بہتر یہ ہوگا کہ میں اپنی ادھوری تعلیم کی تکمیل کروں، چنانچہ میدانِ جہاد سے واپس میدانِ تعلیم کی طرف لوٹ کر ضلع میوند قندھار کے ایک گاؤں "سنگ حصار" میں ایک مسجد کی

TELEGRAM CHANNEL ::: https://t.me/pasbanehaq1

امامت اور دینی تعلیم کی تکمیل میں مصروف ہو گئے اور ارادہ یہ تھا کہ وہ تعلیم کی تکمیل کے بعد اپنی بقیہ زندگی تدریس و تعلیم اور دعوت و اصلاح میں بسر کرنے کی کوشش کریں گے۔

ملا محمد عمر مجاہد یکسوئی کے ساتھ اپنی تعلیم میں مصروف تھے کہ اپنے علاقہ کے مسلح کمانڈروں کے ظلم و بربریت کے چند ایسے واقعات ان کے علم میں آئے جو نا قابل بیان و نا قابل برداشت تھے، موصوف نے اپنے علاقے کے چند ہم خیال طلبہ کی ایک جماعت بنا کر ان کی اصلاح کی کوشش کی اور دین کی حفاظت کے لیے افغان قوم کی بے پناہ قربانیاں اور لاکھوں افراد کی شہادتیں یاد دلائیں، اور ظلم و بربریت کا راستہ چھوڑ کر انہیں اسلامی قوانین نافذ کرنے کی تلقین کی، لیکن وہ لوگ چونکہ اپنی طاقت کے نشہ میں مدہوش ہو چکے تھے اس لیے ان کی سمجھ میں بات نہیں آئی اور اپنے ظلم و بربریت، بے رحمی اور بدمعاشی پر ڈٹے رہے۔

دعوت و تذکرہ کے بعد لٹیروں کے خلاف ملا محمد عمر مجاہد کا عملی اقدام

ملا محمد عمر مجاہد کو جب یقین ہو گیا کہ یہ لوگ دعوت و تذکیر کے ذریعے اپنے کرتوتوں سے باز آنے والے نہیں، اور افغانستان کی سرزمین پر سالوں سال تک جو جہاد فی سبیل اللہ کا سلسلہ جاری رہا اور لاکھوں مسلمانوں نے اپنی جانوں کی قربانیاں دیں ان قربانیوں کا مقصد ضائع ہو رہا ہے تو انہوں نے اپنے ساتھیوں سمیت اللہ تعالیٰ پر توکل کرتے ہوئے کتابوں کو بند کر کے ان ظالموں اور لٹیروں کی چوکیوں پر یکے بعد دیگرے مسلح حملے شروع کر دیئے، اور مقامی لوگوں نے بھی مکمل ساتھ دیا، چنانچہ ان کی فتوحات کا سلسلہ شروع ہوا، اور جو علاقہ ان کے ہاتھ میں آتا وہاں پر شریعت کا نظام نافذ کر کے امن و امان اور عدل و انصاف کی فضاء قائم کر دیتے، کچھ ہی عرصہ کے اندر پورے ملک میں ان کی شہرت ہوئی،

TELEGRAM CHANNEL ::: https://t.me/pasbanehaq1

اور مسیح کمانڈروں کے ظلم وستم سے پریشان وافسردہ عوام نے ان کا خیر مقدم کیا، اور مختصر عرصہ میں ملک کا تقریباً نوے فیصد حصہ بشمول کابل ان کے کنٹرول میں آ گیا۔

فضائے بدر پیدا کر فرشتے تیری نصرت کو
اتر سکتے ہیں گردوں سے قطار اندر قطار اب بھی

پاکستان اور چند دیگر ممالک کا امارتِ اسلامیہ کو رسمی طور پر تسلیم کرنا

افغانستان کے عوام کی نظروں میں امارتِ اسلامیہ کی پذیرائی اور کابل سمیت ملک کی تقریباً نوے فیصد رقبہ پر مکمل کنٹرول حاصل کرنے کے بعد پاکستان، سعودی عرب، قطر اور متحدہ عرب امارات نے رسمی طور پر امارتِ اسلامیہ افغانستان کو تسلیم کرتے ہوئے اس سے سفارتی تعلقات قائم کر دیئے اور پوری دنیا کے مخلص مسلمانوں میں امید کی یہ لہر دوڑ گئی کہ سالوں سال کے جہاد فی سبیل اللہ کے ثمرات اور لاکھوں شہدائے راہِ حق کی قربانیوں کے نتائج ظاہر ہونے کا وقت آ گیا ہے، چنانچہ ہر طرف سے دردمند دل رکھنے والے مسلمان اسلامی طرزِ حکومت کو دیکھنے، اسلامی قوانین کے عملی نفاذ کا مشاہدہ کرنے اور امارتِ اسلامیہ کے امیر المؤمنین اور وزراء ودیگر حکام کی عادات طیبہ واخلاق فاضلہ اور ان کی سادی زندگیاں بچشمِ خود معائنہ کرنے کے لیے افغانستان جانے میں دلچسپی لینے لگے۔

پاکستان کے مخلص مسلمانوں اور بالخصوص علمائے کرام کو امارات اسلامیہ سے خصوصی دلچسپی رہی اور ان میں سے ہر فرد کی یہ خواہش تھی کہ بار بار جا کر اس سرزمین شہداء کو دیکھ لے جہاں شریعتِ مطہرہ کا مکمل نفاذ ہے اور چونکہ پاکستان و افغانستان کی سرحدیں ملی ہوئی ہیں اور آنے جانے میں عام حالات کے اندر کوئی خاص پابندیاں بھی نہیں ہوتیں اس لئے دونوں ملکوں کے افراد کے لیے آنے جانے میں کوئی دقت محسوس

TELEGRAM CHANNEL ::: https://t.me/pasbanehaq1

نہیں ہوتی تھی، اور جب پاکستان نے اِمارتِ اسلامیہ کو رسمی طور پر بھی تسلیم کیا تو آنے جانے میں مزید آسانیاں پیدا ہوئیں اور زیارتوں اور آنے جانے کا سلسلہ جاری رہا۔

امارتِ اسلامیہ کے دور میں احقر کی افغانستان حاضری

احقر کی بڑی تمنا تھی کہ امارتِ اسلامیہ کا نظامِ شریعت اپنی آنکھوں سے دیکھ لے! چنانچہ اللہ تعالیٰ کی توفیق سے امارتِ اسلامیہ کے دور میں چند مرتبہ افغانستان حاضری کا موقع ملا، پہلی بار بروز منگل ۱۶/ ۱۲/ ۱۴۱۵ھ مطابق ۱۶/ ۵/ ۱۹۹۵ء تقریباً ۴۵ علماء پر مشتمل وفد کے ساتھ کوئٹہ سے بذریعہ خصوصی بس قندہار گیا اور چار دن قیام رہا اور بروز جمعہ شام کو کوئٹہ واپسی ہوئی ۔ دوسری بار بروز اتوار ۱۲/ ۱۲/ ۱۴۱۷ھ مطابق ۲۰/ ۴/ ۱۹۹۷ء برادر عزیز شہید مفتی رحمت اللہ صاحب فاضل دارالعلوم دیوبند تقبّل اللہ شہادتہ کی معیت میں اپنے ایک عزیز حاجی فیض الحق آخوندزادہ کی گاڑی میں کوئٹہ سے قندہار پہنچے اور اسی دن شام کو واپسی ہوئی، تیسری بار بروز پیر ۱۹/ ۷/ ۱۴۱۹ھ مطابق ۹/ ۱۱/ ۱۹۹۸ء پھر مفتی رحمت اللہ صاحب کی معیت میں کرایہ کی گاڑی کے ذریعہ کوئٹہ سے قندہار جانا ہوا، تین دن قیام رہا اور بروز بدھ شام کو کوئٹہ واپسی ہوئی۔ اور چوتھی بار بروز جمعرات ۱۷/ ۷/ ۱۴۲۰ھ مطابق ۲۸/ ۱۰/ ۱۹۹۹ء بمعیّت مفتی رحمت اللہ صاحب و مولانا لطف اللہ صاحب کوئٹہ سے قندہار جانا ہوا، دو دن قندہار میں رہ کر بروز ہفتہ امارتِ اسلامیہ کی خصوصی گاڑی اور خصوصی ڈرائیور مولوی عبدالودود صاحب (تلمیذ مفتی رحمت اللہ صاحب) کی معیت میں قندہار سے صوبۂ زابل ہوتے ہوئے صوبۂ غزنی گئے، زابل اور غزنی میں پانچ دن رہ کر بروز جمعرات واپس قندہار پہنچے اور اگلے دن بروز جمعہ قندہار سے کوئٹہ آ گئے۔

TELEGRAM CHANNEL ::: https://t.me/pasbanehaq1

مذکورہ اسفار کے دوران امیر المؤمنین ملا محمد عمر مجاہد، ان کے چچا اور سوتیلے والد مولوی محمد انور صاحب، حضرت الاستاذ مولانا عبد الغفور سیناني صاحب رئیس دار الافتاء، حضرت مولانا عنایت اللہ غبر گوی صاحب رکنِ دار الافتاء وصدر المدرسین مدرسہ امیر المؤمنین اور دیگر اعلیٰ عہدہ داروں اور امارتِ اسلامیہ کے وزراء سے ملاقاتیں ہوئیں۔

اعلیٰ انتظامی اور دینی عہدوں پر فائز مذکورہ بالا حضرات کے رہنے سہنے، ملنے جلنے، کھانے پینے اور ہیئت ولباس میں کوئی تصنع وتکلف دیکھنے میں نہیں آیا، بلکہ ملک کے غریب عوام جس سادگی کے ساتھ رہ رہے تھے وہ بھی اپنے لیے اسی طرز کی سادگی کو اختیار کیے ہوئے نظر آئے۔ عوام وحکمرانوں کے طرزِ زندگی میں یکسانیت وہ چیز ہے جو عوام کے دلوں میں حکمرانوں پر اعتماد اور ان کی اطاعت وفرماں برداری کا ولولہ پیدا کرتی ہے۔ لیکن افسوس کے ساتھ کہنا پڑتا ہے کہ مذکورہ یکسانیت آج کل کے دور میں غیر مسلم حکمرانوں کو تو چھوڑیئے مسلم حکمرانوں کے اندر عنقا بن چکی ہے! اور امارتِ اسلامیہ کے ماحول کے علاوہ کہیں بھی اس کا وجود نظر نہیں آتا بلکہ صورتِ حال یہ بن چکی ہے کہ عوام تو دال روٹی کے لئے پریشان اور اپنے ضروری علاج ومعالجہ سے بھی عاجز رہتے ہیں اور حکمراں کروڑوں اور اربوں کی جائیدادوں میں کھیلتے ہوئے اور عیاشیوں کی انتہاء کو چھوتے ہوئے نظر آتے ہیں جس کی وجہ سے عوام کے دلوں میں اپنے حکمرانوں سے نفرت بڑھ رہی ہے۔

امیر المؤمنین ملا محمد عمر مجاہد سے ملاقات اور ان کی بے تکلف زندگی کا مشاہدہ

افغانستان کے مذکورہ بالا چند اسفار کے مواقع پر امیر المؤمنین ملا محمد عمر مجاہد سے دو مرتبہ احقر کی ملاقات ہوگئی، ایک مرتبہ بالکل مختصر اور دوسری بار بتاریخ ۱۲/۱۲/۱۴۱۷ھ مطابق ۲۰/۴/۱۹۹۷ء بروز یکشنبہ بعد نمازِ ظہر گورنر ہاؤس قندھار میں ذرا تفصیلی ملاقات

TELEGRAM CHANNEL ::: https://t.me/pasbanehaq1

ہوگئی، جب ملاقات کے لئے ہم چند افراد ان کی خدمت میں حاضر ہوئے تو وہ گورنر ہاؤس کے کھلے میدان میں ایک معمولی چٹائی پر بیٹھے ہوئے تھے اور احقر سمیت دوسرے آنے والے مہمانوں سے معانقہ کیا اور سب کو خوش آمدید کہا اور مزاج پرسی کی۔ موصوف کے سر پر کالا عمامہ بے تکلف انداز میں بندھا ہوا تھا اور ایک معمولی کپڑے کے قمیص وشلوار اور افغانی طرز کی واسکٹ میں ملبوس تھے، واسکٹ کے کالر کے کنارہ پر ایک پیوند بھی لگا ہوا نظر آیا جس کا مقصد بظاہر یہ تھا کہ گردن کی رگڑ سے کالر کا کنارہ پھٹنے سے محفوظ رہے۔ امیر المؤمنین کے رہنے سہنے کی سادگی وقناعت پسندی کا تو میں نے خود مشاہدہ کیا اور ان کے کھانے پینے سے متعلق مفتی رحمت اللہ صاحب نے بتایا کہ وہ ایک غریب آدمی کے معمولی کھانے سے بڑھ کر کوئی کھانا نہ خود استعمال کرتے ہیں اور نہ ہی اپنی اولاد کو کھلاتے ہیں۔

امیر المؤمنین کی سادگی اور ایک دلچسپ واقعہ

امیر المؤمنین کی اس ملاقات کے دوران ایک لطیفہ ایسا پیش آیا کہ ہم لوگ ان کے ساتھ گورنر ہاؤس کے کھلے میدان میں بچھی ہوئی چٹائی پر بیٹھے ہوئے تھے کہ ایک سفید ریش بزرگ مین گیٹ سے گورنر ہاؤس میں داخل ہوئے جن کا مقصد امیر المؤمنین سے ملاقات کرنی تھی، وہ شخص روتے ہوئے اور پشتو زبان میں یہ کہتے ہوئے ہماری طرف بڑھ رہے تھے کہ "اللہ کا شکر ہے کہ آج مجھے امیر المؤمنین کی زیارت نصیب ہورہی ہے، میرا مقصد صرف ان کا چہرہ دیکھنا اور ان سے مصافحہ کرنا ہے" اسی گفتگو وکیفیت کے ساتھ وہ امیر المؤمنین کی مجلس تک پہنچے جس کے اندر امیر المؤمنین کے لئے نہ کوئی مخصوص نشست تھی اور نہ ہی ان کا کوئی مخصوص یا امتیازی لباس جس سے وہ پہچانے جاتے! راقم کا لباس کراچی کے ماحول سے متاثر ہونے کی بنیاد پر شاید ان کو پہچاننے [illegible]

TELEGRAM CHANNEL ::: https://t.me/pasbanehaq1

آیا اس لئے انہوں نے سب سے پہلے عقیدت مندانہ انداز میں میری طرف یہ سمجھ کر بڑھنے اور مصافحہ کرنے کی کوشش کی کہ شاید امیر المؤمنین میں ہی ہوں! مجھے بھی ان کی غلط فہمی کا اندازہ ہو گیا، اس لئے مصافحہ کرنے سے پہلے ان کی راہنمائی کرتے ہوئے میں نے امیر المؤمنین کی نشاندہی کر دی اور دل دل میں عربی زبان کا یہ مقولہ بھی دہرالیا ''اِسْتَسْمَنَ ذَاوَرَمٍ'' (اس شخص نے ورم والے کو صحتمند و توانا سمجھا)۔ اس ملاقات میں اگرچہ امیر المؤمنین نے زائرین کو بڑی بشاشت کے ساتھ خوش آمدید کہا، اور ان کے حکم سے سب کو افغانی طرز کی سادی چائے بھی پلائی گئی! تاہم اپنے خاموش مزاج کے مطابق انہوں نے مزاج پرسی کے علاوہ مزید کوئی خاص گفتگو نہیں فرمائی، البتہ ہمیں ان کے پُرسکون و نورانی چہرے کی زیارت کرنے اور ان کی قناعت پسندی کے مشاہدہ کرنے سے بہت کچھ سیکھنے کو ملا۔

قندھار میں امیر المؤمنین کے چچا اور سوتیلے والد مولوی محمد انور صاحب سے بھی ملاقات ہوئی، ان کی سادگی و تواضع کی یہ حالت تھی کہ کوئی نو وارد شخص یہ تصور نہیں کر سکتا تھا کہ یہ امیر المؤمنین کے چچا اور سوتیلے والد اور ساتھ ساتھ مولوی بھی ہوں گے! مولوی محمد انور صاحب سے اسی ملاقات کے دوران میں نے ان کو عمامہ باندھتے ہوئے یہ بھی مشاہدہ کیا کہ وہ جس ٹوپی پر عمامہ باندھ رہے تھے وہ پھٹی ہوئی اور پرانی تھی، اور اس کے سہارے کے لیے اس کے نیچے ایک دوسری پرانی ٹوپی بھی لگائی گئی تھی، تاکہ دونوں سے بمشکل ایک ٹوپی کا کام لیا جا سکے۔

احقر کا تاثر

افغانستان کے کم از کم نوے فیصد حصے پر حکمرانی کرنے والے امیر المؤمنین کے عدل و انصاف، تقویٰ و طہارت اور سادگی و تواضع کو دیکھ کر احقر بے حد متاثر ہوا اس لیے

TELEGRAM CHANNEL ::: https://t.me/pasbanehaq1

کہ اقتدار ومنصب پر فائز ہونے کے باوجود اس حد تک سادگی وقناعت پسندی اختیار کرنا اس دورِ مادیت اور عصرِ خودغرضی میں ایک خواب سا معلوم ہو رہا تھا، اور ہم دل میں محو حیرت تھے کہ واقعی ہم پندرہویں صدی ہجری کے پُرفتن دور میں خواب کے اندر نہیں بلکہ بیداری کی حالت میں ایک امامِ عادل کا پُرسکون ونورانی چہرہ اپنی آنکھوں سے دیکھ رہے ہیں؟۔ایسے موقع پر ایک طالب علم کا ذہن حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ کی روایت سے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی اس متفق علیہ حدیث کی طرف خودبخود منتقل ہوجاتا ہے جس میں فرمایا گیا ہے: ''سبعةٌ يظلُّهُمُ اللهُ في ظِلِّه يومَ لا ظِلَّ الّا ظِلُّه''۔''یعنی سات قسم کے لوگ ایسے ہیں جن کو اللہ تعالیٰ اس دن سایۂ رحمت میں جگہ عنایت فرمائیں گے جس دن اللہ کے سایہ کے سوا کوئی سایہ نہ ہوگا''۔اور آگے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ان سات لوگوں کے نام بتاتے ہوئے سب سے پہلا نام امامِ عادل کا لیا ہے۔

عام لوگوں کی صورتِ حال

امارتِ اسلامیہ کے زیرِ انتظام رہنے والے افغانستان کے عام لوگوں کی صورتِ حال یہ تھی کہ مزدور ہو یا تاجر، ڈرائیور ہو یا دکاندار، زمیندار ہو یا کسان! سب کے چہروں پر شرعی داڑھیاں اور ان کا لباس سنت کے مطابق تھا، نماز ودیگر عبادات کی پابندی کے ساتھ ساتھ معاملات میں بھی شریعت کے اصولوں کے پابند تھے، کچھ لوگوں نے بتایا کہ ماضی میں وہ خود اور ان کے آباء واجداد سودخوری یا دیگر ناجائز ذرائع آمدنی کی لعنت میں گرفتار تھے، اب امارتِ اسلامیہ کے نظام کی برکت سے ان ناجائز ذرائع سے ہم توبہ کرچکے ہیں، اور حلال روزی جتنی بھی اللہ کی طرف سے ملتی ہے اس پر خوش اور مطمئن ہیں، البتہ اپنے ان مرحومین کے بارے میں ہمیں افسوس

TELEGRAM CHANNEL ::: https://t.me/pasbanehaq1

ہے جو ناجائز ذرائع سے دولت کماتے رہے اور اسی حالت میں امارتِ اسلامیہ کے قیام سے پہلے دنیا سے رخصت ہو گئے اور توبہ کرنے کا موقع نہ مل سکا۔

امارتِ اسلامیہ کے قیام سے پہلے کی خانہ جنگی اور اس خانہ جنگی سے پہلے، سالوں سال تک روس کے خلاف مسلسل جہاد کی وجہ سے ملک میں غربت تو کافی تھی، تاہم اس غربت کے باوجود وہاں کے عوام بے حد مطمئن اور خوش نظر آرہے تھے، اور ان کے غبار آلود چہروں پر بلا کا سکون واضح طور پر محسوس ہوتا تھا، اہل زبان ہونے کی بنیاد پر میرے لیے عام لوگوں سے ان ہی کی زبان ومحاورہ میں گفتگو کرنا آسان تھا، اس لیے میں نے مختلف لوگوں کو مختلف طریقوں سے جانچنے کی کوشش کی، تاکہ مجھے یہ پتہ چل جائے کہ کیا وہ کلی طور پر مطمئن ہیں یا امارتِ اسلامیہ کے کسی طرزِ عمل سے انہیں اختلاف یا اس کے طریقۂ کار پر ان کے ذہنوں میں کوئی اشکال یا اعتراض ہے؟ حقیقت یہ ہے کہ پوری جانچ پڑتال کے بعد میں اس نتیجہ پر پہنچا کہ شاید اس وقت پوری روئے زمین پر بسنے والے لوگوں میں سے مجموعی طور پر سب سے زیادہ مطمئن اور پُرسکون امارتِ اسلامیہ کے زیرِ انتظام رہنے والے افغانستان کے لوگ ہیں۔ امن وامانت داری کی یہ صورتِ حال تھی کہ ایک سمجھدار آدمی نے بتایا کہ اگر بالفرض رات کی تاریکی میں قندھار کے کسی راستے میں کسی شخص کے پیسوں کا بٹوا گر جائے اور صبح تک اُسے یہ پتہ بھی نہ چل سکے کہ اس کا بٹوا کہیں گرا ہے، صبح پتہ چلنے پر اگر وہ تلاش کرے گا تو امید یہ ہے کہ وہ بٹوا اسی راستہ میں جہاں گرا تھا پڑا ہوا اس کو مل جائے گا۔ یا پھر کسی نے حفاظت کے ارادے سے اٹھا کر امارتِ اسلامیہ کے ذمہ داروں تک پہنچا دیا ہوگا اور حسبِ معمول امارتِ اسلامیہ کے ریڈیو سے اس کے ملنے کا اعلان ہوگا اور اس اعلان کے ذریعہ مالک کو مل جائے گا۔

TELEGRAM CHANNEL ::: https://t.me/pasbanehaq1

بہرصورت! امارتِ اسلامیہ کے زیرِ انتظام رہنے والے عوام کی پُرسکون زندگی، امن وامان کی صورتِ حال اور حکمرانوں اور عوام کے طرزِ زندگی میں یکسانیت اور آپس میں اعتماد ومحبت کو دیکھ کر مجھے ایسا محسوس ہو رہا تھا کہ مندرجہ ذیل آیت کریمہ کی عملی تفسیر کا مشاہدہ کر رہا ہوں:

''مَنْ عَمِلَ صَالِحًا مِّنْ ذَكَرٍ اَوْ اُنْثٰى وَهُوَ مُؤْمِنٌ فَلَنُحْيِيَنَّهٗ حَيٰوةً طَيِّبَةً وَلَنَجْزِيَنَّهُمْ اَجْرَهُمْ بِاَحْسَنِ مَا كَانُوْا يَعْمَلُوْنَ'' (النحل:۹۷)

ترجمہ: ''جو شخص نیک عمل کرے خواہ مرد ہو یا عورت اور وہ ایمان بھی رکھتا ہو تو ہم ضرور اس کو ایک پاکیزہ زندگی بسر کرائیں گے، اور ان کو ان کے اچھے اعمال کا بدلہ بھی ضرور دیں گے۔''

جامع مسجد خرقۂ مبارک کے نمازیوں کا ایک منظر

برادرِ عزیز مفتی رحمت اللہ شہید فاضل دارالعلوم دیوبند کو دارالعلوم دیوبند کی نسبت اور ان کی ذاتی صلاحیتوں کی بنیاد پر امیر المؤمنین ملا محمد عمر مجاہد نے کوئٹہ سے قندہار جانے کی خصوصی دعوت دی تھی، تاکہ وہ مدرسہ امیر المؤمنین قندہار میں استاذ حدیث اور جامع مسجد خرقۂ مبارک قندہار میں امام وخطیب کی حیثیت سے فرائض انجام دیں، مفتی رحمت اللہ صاحب کوئٹہ میں ایک مقبول ترین مدرس واستاذِ حدیث کی حیثیت سے کام کر رہے تھے، تاہم امیر المؤمنین کی دعوت سے انکار کرنا مناسب نہیں تھا، اس لیے وہ وہاں منتقل ہو گئے اور چونکہ حکومت پاکستان نے امارتِ اسلامیہ کی حکومت کو رسمی طور پر تسلیم کیا تھا اس لیے اس منتقلی میں کوئی دشواری پیش نہیں آئی۔

''جامع مسجد خرقۂ مبارک'' کا شمار شہر کی سب سے بڑی اور مشہور مساجد میں ہوتا ہے اور وسطِ شہر میں واقع ہے، مفتی رحمت اللہ صاحب کا کمرہ مذکورہ مسجد کے صحن سے

TELEGRAM CHANNEL ::: https://t.me/pasbanehaq1

متصل جانب شمال میں واقع تھا، ایک دفعہ مغرب کی نماز سے چند منٹ پہلے میں ان کے کمرہ سے مسجد کی طرف نکلا اس وقت مسجد کا اندرونی حصہ اور اس کا طویل وعریض صحن نمازیوں سے پُر ہوگیا تھا، جو مغرب کی نماز کے لئے جمع ہوکر انتظار کر رہے تھے، ان نمازیوں میں مختلف طبقات اور طرح طرح کی مصروفیات سے وابستہ لوگ موجود تھے، اور جوانوں سے لے کر بوڑھوں تک تقریباً سب کے سروں پر افغانی طرز کے عمامے تھے، اور ان کے غبار آلود چہرے نورِ ایمانی سے چمک رہے تھے، یہ منظر چونکہ بہت ہی دلچسپ تھا، اس لیے تھوڑی دیر تک میں اس سے محظوظ ہوتا رہا، اس دوران میں نے محسوس کیا کہ اس پورے مجمع میں کوئی داڑھی منڈا شخص نظر نہیں آرہا ہے، حالانکہ اس میں شہر کے ہر طبقہ کے لوگ موجود تھے، اس منظر کو دیکھتے ہوئے میرا ذہن اس طرف منتقل ہوا کہ اس وقت پوری روئے زمین پر شاید کوئی بھی مسجد امارتِ اسلامیہ کے زیرِ انتظام چلنے والی مساجد کے علاوہ ایسی نہیں ہوگی، جس کی نمازیوں میں ہر طبقہ کے لوگوں کی شمولیت کے باوجود کوئی بھی داڑھی منڈا شخص موجود نہ ہو، مجمع کو دیکھتے ہوئے اور مذکورہ نکتہ پر غور کرتے ہوئے مجھ پر ایک غیر اختیاری رقّت طاری ہوگئی، میری کیفیت کو دیکھ کر مفتی رحمت اللہ صاحب متجسّس نگاہوں کے ساتھ میری طرف متوجہ ہوئے! میں نے نمازیوں کے مجمع کی طرف اشارہ کرتے ہوئے مذکورہ بالا نکتہ کا تذکرہ کیا، پھر ہم دونوں نے پُرنم آنکھوں کے ساتھ دعا کی، کہ اے اللہ! امارتِ اسلامیہ کی حفاظت فرما اور اس کو مزید استحکام عطا فرما۔

امارتِ اسلامیہ کی چند جھلکیاں

امارتِ اسلامیہ افغانستان کے تمام امتیازات وخصوصیات کے تذکرہ کے لیے ہمارا یہ مختصر مضمون ناکافی ہے، بلکہ اس کے لیے تو ایک مکمل کتاب درکار ہے، تاہم اختصار کے ساتھ چند جھلکیاں قارئین کی خدمت میں پیش کی جارہی ہیں۔

TELEGRAM CHANNEL ::: https://t.me/pasbanehaq1

۱:- جب نماز کا وقت آتا تو تمام مارکیٹیں اور دکانیں اللہ کی عبادت کے لیے بند کردی جاتیں، اور ہر مسلمان نماز کی ادائیگی کے لیے مسجد کی طرف رُخ کرتا، اور ایسا محسوس ہوتا کہ فضا سے رحمتوں کی بارش ہو رہی ہے۔

۲:- شرعی قصاص وحدود کی نفاذ کی برکت سے جرائم نہ ہونے کے برابر تھے، اور کوئی بھی شخص ناحق قتل، چوری، بے حیائی، ڈکیتی، رشوت، سود اور دیگر مفاسد ومعاصی کے ارتکاب کی جرأت نہیں کرسکتا تھا، اور اگر کسی پر کوئی جرم ثابت ہوجاتا تو بلا امتیاز وبلا تعطل اس کو شریعت کے مطابق سزا دی جاتی۔

۳:- عدل وانصاف کا ایسا ماحول تھا کہ ہر شخص کو فوری اور مفت انصاف ملتا تھا۔ مدعی اور مدعی علیہ براہِ راست قاضی کے سامنے وکلاء کی وساطت کے بغیر پیش ہوسکتے تھے، اور قاضی قرآن وسنت اور فقہ حنفی کے مطابق فیصلے کرتے تھے، ایک باوثوق ذریعے سے یہ پتہ چلا کہ ایک غریب شخص نے وزارتِ دفاع کی ایک عمارت سے متعلق شرعی ثبوت کے ساتھ مقدمہ دائر کیا کہ یہ عمارت ان ہی کی ہے، عدالت نے تحقیق کے بعد ان ہی کے حق میں فیصلہ صادر کردیا۔ اور وزارتِ دفاع کو حکم دیا کہ وہ عمارت فوری طور پر خالی کرکے اس شخص کے حوالے کردے۔

۴:- شعبۂ امر بالمعروف ونہی عن المنکر کے فعّال ہونے کی وجہ سے کہیں بھی نامناسب تصویروں، بے پردگی وبے حیائی، آلات موسیقی اور رقص وگانوں کی محفلوں کا نام ونشان نہیں تھا، امارتِ اسلامیہ کے دور میں افغانستان کے چند اسفار میں سے میرا ایک سفر جو بتاریخ ۱۹/رجب ۱۴۱۹ھ کوئٹہ تا قندہار مفتی رحمت اللہ صاحب کی معیت میں ہوا تھا، اس سفر کا ایک واقعہ درج کیا جارہا ہے۔

ہمارا یہ سفر دو مرحلوں پر مشتمل تھا، پہلا مرحلہ کوئٹہ سے سپین بولدک تک اور دوسرا

TELEGRAM CHANNEL ::: https://t.me/pasbanehaq1

مرحلہ سپین بولدک سے قندہار تک تھا، پہلے مرحلہ میں ہم نے ٹیکسی اڈا کوئٹہ سے ایک ٹیکسی کے ذریعہ سفر شروع کیا تھا جس میں ہم دونوں کے علاوہ دو مسافر اور بھی ہم سفر بن گئے تھے، راستہ میں کوئٹہ کے ماحول میں نشوونما پانے والے ٹیکسی ڈرائیور نے ہمارے حلیوں کو دیکھ کر کچھ ادب کے انداز میں اجازت مانگی، کہ سفر چونکہ لمبا ہے اس لیے میں گانوں پر مشتمل ایک کیسٹ لگانا چاہتا ہوں، ہم نے ان کو گانوں اور میوزک کے دینی نقصانات اور ایک مسلمان کی دینی ذمہ داریوں سے آگاہ کرنے کی کوشش کی، اللہ تعالیٰ جزائے خیر عطا فرمائے انہوں نے ہماری بات سن لی اور کیسٹ نہیں لگائی، بلکہ ہماری دینی باتیں توجہ سے سنتے رہے اور سفر کا سلسلہ جاری رہا۔ ہمیں اس ٹیکسی میں ''سپین بولدک'' تک جانا تھا ،جو افغانستان کے حدود میں واقع تھا، جب ہم افغان سرحد کے قریب پہنچے تو ڈرائیور صاحب گانوں پر مشتمل کیسٹوں کو امارتِ اسلامیہ کے نظام کے خوف سے گاڑی کی سیٹوں کے نیچے چھپانے لگے اور شکایت کے انداز میں کہنے لگے کہ طالبان گانوں پر مشتمل کیسٹوں کو توڑ دیتے ہیں، اور سزا بھی دیتے ہیں، میں نے ان کو نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی مندرجہ ذیل حدیث جو حضرت ابوامامہ رضی اللہ عنہ کی روایت سے منقول ہے یاد دلائی:

''وأمرني ربِّي بمحق المعازف والمزامير والصُّلُب'' (رواہ احمد) ترجمہ: ''اور میرے رب نے مجھے باجوں اور بانسریوں اور بتوں اور صلیبوں کو مٹا دینے کا حکم دیا ہے''۔ لہذا ان تمام بے حیائی کے آلات کو ختم کرنا کوئی ظلم وزیادتی نہیں۔ بلکہ اللہ ورسول صلی اللہ علیہ وسلم کے حکم کو نافذ کرنے کی ایک مخلصانہ کوشش ہے۔

۵:- افغانستان ہمیشہ منشیات جیسے پوست، افیون، بھنگ اور ہیروین کی پیداوار واسمگلنگ کا مرکز رہا ہے، اقوام متحدہ اور دنیا کے طاقتور ترین ملکوں نے ان کو ختم کرنے کی

TELEGRAM CHANNEL ::: https://t.me/pasbanehaq1

بھرپور کوششیں کیں، اور اس مقصد کے لیے لاکھوں کروڑوں ڈالر خرچ کر ڈالے لیکن کامیابی حاصل نہ کر سکے، امیر المؤمنین ملا محمد عمر مجاہد نے صرف ایک ہی حکم نامہ جاری کر کے ان کی پیداوار کا مکمل خاتمہ کر دیا، جس کا اعتراف خود اقوام متحدہ نے بھی کیا اور دنیا کے مبصرین بھی اس بات پر حیران رہ گئے کہ جس کام کو ختم کرنے کے لیے پوری دنیا کی کوششیں مسلسل ناکام رہ گئی تھیں اس مردِ درویش کے ایک ہی حکم نامہ سے اس کا مکمل خاتمہ ہو گیا!۔

۶:- امارتِ اسلامیہ نے محدود وسائل کے باوجود دینی اور عصری تعلیم کے لیے شریعت کے دائرے میں رہتے ہوئے کافی کامیاب اقدامات کئے تھے، شہری اور دیہاتی علاقوں میں مکاتب و مدارس، اسکول و کالج سے لے کر جامعات و یونیورسٹیوں تک قائم کرنے کا سلسلہ شروع کیا تھا اور سرکاری طور پر علماء، اساتذہ، ائمہ اور مؤذنین کے لیے مناسب تنخواہیں مقرر کر دی تھیں تا کہ یہ قابل احترام طبقہ یکسوئی کے ساتھ تعلیم وتدریس، دعوت وتبلیغ اور دین کی خدمت کر سکے۔ چنانچہ قندھار شہر میں ''مدرسۂ امیر المؤمنین'' کے نام سے ایک بڑی دینی درسگاہ قائم ہو گئی تھی، جس میں اعلیٰ دینی تعلیم دی جاتی تھی، اسی طرح کابل شہر میں ''کابل یونیورسٹی'' کو فعال کر دیا گیا تھا، جہاں طلبہ کی تعداد پندرہ ہزار اور بیس ہزار کے درمیان تک پہنچ گئی تھی۔

۷:- امارتِ اسلامیہ کی ایک خصوصیت یہ تھی کہ امیر المؤمنین ملّا محمد عمر مجاہد اور سرکاری اعلیٰ افسران سے لے کر ادنیٰ اہلکاروں تک سب کافی حد تک شریعت کے پابند، قناعت پسند اور اسلامی تعلیمات وقوانین پر عمل کرنے والے تھے اور جب حکمران اور قانون نافذ کرنے والے اداروں کے افسران سب سے پہلے خود قانون پر عمل کرنے

TELEGRAM CHANNEL ::: https://t.me/pasbanehaq1

والے ہوں تو عوام الناس اس قانون کو قبول کرنے اور اس پر عمل کرنے کے لیے آسانی کے ساتھ تیار ہو جاتے ہیں اور دل وجان سے حکمرانوں کی فرمانبرداری کرتے ہیں۔ اور اگر حکمرانوں کا مقصد صرف کرسی وعیاشی تک محدود رہے اور عملی طور پر اپنے آپ کو قانون سے بالاتر سمجھنے لگے تو ایسی صورت میں عوام کے دلوں میں ان سے نفرت پیدا ہو جاتی ہے اور وہ بھی قانون سے بچنے کے راستے ڈھونڈنے لگتے ہیں۔

گورنر قندہار کا ایک واقعہ

ذیل میں گورنر قندہار کا ایک واقعہ حوالہ کے ساتھ نقل کیا جارہا ہے جس سے یہ اندازہ لگایا جاسکتا ہے کہ امارتِ اسلامیہ کے ذمہ داران کیسے تھے؟

"پاکستان کے چند صحافی جو مغرب کے الزامات کی تحقیق کے لیے قندہار میں پھر رہے تھے، انہیں سرکاری گاڑی میں مختلف مقامات دکھائے جارہے تھے، ڈرائیور نے فٹ پاتھ پر پلاسٹک کی چپلیاں پہنے ہوئے ایک شخص کے پاس سے گزرتے ہوئے گاڑی آہستہ کر کے اسے سلام کیا، صحافیوں نے پوچھا یہ کون ہے؟ ڈرائیور نے جواب دیا کہ یہ گورنر قندہار (ملا محمد حسن) ہیں، انہوں نے گاڑی آپ کے لیے دی ہوئی ہے۔"

(طالبان کی قید میں، ص: ۱۲)

۸:- شریعت کے مبارک نظام اور امارتِ اسلامیہ کے ذمہ داروں کے اخلاص کی وجہ سے عوام میں فکرِ آخرت اور خوفِ خداوندی کا جذبہ پیدا ہو گیا تھا، معتبر ذرائع سے پتہ چلا کہ ایسا واقعہ بھی پیش آیا کہ مجرم نے خود آکر اقرار کے ذریعہ اپنے آپ کو امارتِ اسلامیہ کے قاضی کے سامنے شرعی حد کے اجراء کے لیے پیش کر دیا، تاکہ اس کے اجراء کی وجہ سے آخرت میں اللہ تعالیٰ اس کے ساتھ تخفیف کا معاملہ فرمادے، چنانچہ اقرار کے بعد اس پر شرعی حد جاری کر دی گئی۔

TELEGRAM CHANNEL ::: https://t.me/pasbanehaq1

امارتِ اسلامیہ افغانستان کی مذکورہ بالا چند جھلکیاں صرف نمونہ کے طور پر پیش کر دی گئی ہیں، اور ان ہی خصوصیات کی برکت سے ہر زائر کو وہاں کی سرزمین میں ایک ایسا سکون محسوس ہوتا تھا جس کی پوری تصویر میری کمزور تحریر کے ذریعہ پیش نہیں کی جا سکتی، اور غربت کے باوجود وہاں کے عوام کے پُرسکون چہرے ان کے قلبی اطمینان کی غمازی کرتے تھے ۔ پندرہویں صدی ہجری کے پُرفتن دور کے اندر افغانستان کی سرزمین پر نفاذِ شریعت، سنتوں کی پابندی اور اللہ ورسول صلی اللہ علیہ وسلم سے وہاں کے لوگوں کی حقیقی محبت کو دیکھ کر احادیث نبویہ کے ایک طالب علم کی حیثیت سے راقم کا ذہن خود بخود اس طرف منتقل ہو گیا کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے آج سے تقریباً چودہ سو سال قبل اپنی امت کے آنے والے افراد میں سے جن لوگوں کا ذکرِ خیر اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم سے ان کی حقیقی محبت کا تذکرہ فرمایا تھا وہ شاید ایسے ہی لوگوں سے متعلق تھا! حدیث پاک ملاحظہ ہو:

''عن أبي هريرة -رضي الله عنه- أن رسول الله -صلى الله عليه وسلم- قال من أشد أمّتي الىّ حبًّا ناسٌ يكونون بعدى يودّ أحدُهم لو رآني بأهله وماله'' (رواه مسلم، ۳۷۹/۲)

ترجمہ: ''حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ میری امت کے اندر مجھ سے سب سے زیادہ محبت کرنے والے لوگوں میں سے کچھ لوگ وہ ہوں گے جو میرے بعد پیدا ہوں گے، ان کی تمنا ہوگی کہ کاش! ان کو اپنے اہل وعیال اور مال کے بدلے میرا دیدار نصیب ہوتا۔''

علامہ محمد انور شاہ کشمیریؒ کی ایک نایاب تحریر میں افغانستان سے متعلق ایک تاریخی جملہ

سرزمینِ شہداء پر نظام شریعت کا نفاذ دیکھ کر مجھے حضرت علامہ محمد انور شاہ کشمیری

TELEGRAM CHANNEL ::: https://t.me/pasbanehaq1

قدس سرہٗ-صدر المدرسین دار العلوم دیوبند- کی اس تحریر کا ایک جملہ یاد آیا جو انہوں نے افغانستان کے بادشاہ (غالباً امان اللہ خان) کی تحریر کے جواب میں لکھی تھی۔اس تحریر کا پسِ منظر یہ ہے کہ ۱۹۱۹ء کو افغانستان میں امیر امان اللہ خان تخت نشین ہوا، جس کی حکومت دس سال یعنی ۱۹۲۹ء تک قائم رہی، اپنے دورِ حکمرانی میں انہوں نے یورپ کا دورہ کیا، اور وہاں کے ماحول سے متأثر ہو کر واپس لوٹنے پر افغانستان کی اسلامی تہذیب اور رسم ورواج کے برخلاف اس کی تعلیم گاہوں میں مخلوط تعلیم کے انتظامات شروع کر دیئے، افغانستان کے غیور علماء اور عوام نے سخت مخالفت کی جس سے مجبور ہو کر امیر امان اللہ خان نے حضرت علامہ محمد انور شاہ کشمیری رحمہ اللہ-صدر المدرسین دار العلوم دیوبند (متوفّٰی ۱۳۵۲ھ) کو تحریر لکھ کر عورتوں کی تعلیم سے متعلق شریعتِ مطہرہ کی روشنی میں راہنمائی کی درخوست کی، تا کہ شرعی حدود کے اندر رہتے ہوئے عورتوں کو تعلیم دلائی جائے، اور افغانستان کے علماء اور عوام کو مطمئن کیا جا سکے، حضرت علامہ کشمیریؒ نے فارسی زباں میں نو صفحات پر مشتمل جواب تحریر فرمایا، جس میں عورتوں کی تعلیم سے متعلق شریعت کی ہدایات وحدود کا مفصل تذکرہ کیا گیا ہے اور ساتھ ساتھ اس کے اندر یہ تنبیہ بھی کی گئی ہے کہ عورتوں کی تعلیم کے لیے فتنہ کے جراثیم سے پاک راستہ اختیار کیا جائے۔اور یورپ کی تقلید نہ کی جائے، اسی ضمن میں حضرت علامہ کشمیریؒ نے امیر امان اللہ خان کو ایک مسلمان حاکم کی حیثیت سے ان کی ذمہ داری کا احساس دلاتے ہوئے افغانستان کی اہمیت وعظمت کے بارے میں ایک نہایت تاریخی جملہ لکھا ہے جو درحقیقت حضرت مولانا محمد قاسم نانوتوی قدس سرہٗ- بانیٔ دار العلوم دیوبند- کا مکاشفہ ہے، اس مضمون کی

TELEGRAM CHANNEL ::: https://t.me/pasbanehaq1

مناسبت سے حضرت علامہ کشمیریؒ کی مذکورہ بالا تحریر سے صرف وہی تاریخی جملہ ان ہی کے الفاظ میں نقل کیا جارہا ہے:

''وما میدانیم کہ تا آنکہ قدم والی دولت خداداد بر جادۂ دین نبی صلی اللہ علیہ وسلم مستقیم است فتنہ نخواہد زاد۔ وچوں خدانکردہ حال افغانستان دگرگوں افتد آنوقت نہ ماباشیم ونہ از ما کسے این مسائل خواہد پرسید۔ بانی دارالعلوم دیوبند مولانا محمد قاسم صاحب رحمۃ اللہ علیہ کہ از اعلامِ دین وصاحبِ کشف ویقین بودہ اند پنجاہ سال پیش ازیں فرمودہ است کہ ماتوجہ سرور کائنات علیہ افضل الصلوۃ واکمل التحیات رامنعطف بسوئے خطۂ کابل دیدیم۔ پس ما احقران مفتیان این مدرسہ توقعات رفعت وفلاح آں دولت بہر گونہ وابستہ ایم''۔

ترجمہ ومفہوم: ''اور ہمیں یقین ہے کہ سربراہِ کابل جب تک نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی شریعت کی پابندی کرتے رہیں گے وہ اور اس کا ملک ہر فتنہ سے محفوظ رہے گا، اور اگر خدانخواستہ افغانستان میں شریعت کو نظر انداز کیا گیا تو اس وقت نہ ہم رہیں گے اور نہ ہی ہم سے مسائل دریافت کرنے والا کوئی شخص! دارالعلوم دیوبند کے بانی مولانا محمد قاسم صاحب رحمۃ اللہ علیہ نے جو ایک بلند پایہ عالمِ دین اور صاحبِ کشف وکرامت تھے، آج سے پچاس سال پہلے فرمایا تھا کہ ہم نے دیکھا کہ سرورِ کائنات علیہ افضل الصلوۃ واکمل التحیات کی توجہ سرزمینِ کابل کی طرف منعطف ہے، یہی وجہ ہے کہ اس مدرسہ سے وابستہ ہم جیسے ادنیٰ اہلِ علم وفتویٰ افغانستان کی پوری ترقی اور کامیابی کی بھرپور توقعات رکھتے ہیں''۔

مذکورہ تحریر کی نقل حضرت علامہ محمد انور شاہ کشمیریؒ ہی کے قلم سے ان کے صاحبزادے حضرت مولانا محمد انظر شاہ کشمیریؒ (متوفی ۱۴۲۹ھ) کے پاس محفوظ تھی، جس کی فوٹو کاپی عزیز القدر برادرِ خورد مفتی سعادت اللہ صاحب فاضل ومتخصص دارالعلوم دیوبند نے تعلیمی سال ۱۴۱۱ھ-۱۴۱۲ھ کو- جب وہ شعبۂ افتاء دارالعلوم دیوبند- (تخصص فی الفقہ) کے

TELEGRAM CHANNEL ::: https://t.me/pasbanehaq1

طالب علم تھے حاصل کرلی، عزیز القدر موصوف حضرت مولانا محمد انظر شاہ صاحب کشمیریؒ کی خدمت میں فارغ اوقات میں استفادہ کی غرض سے حاضری دیا کرتے تھے، اور ان سے خصوصی تعلق وعقیدت رکھتے تھے، جس کی بنیاد پر حضرت نے ان کو خوشی کے ساتھ مذکورہ تحریر کی فوٹو کاپی عنایت فرمائی، اور اس طرح یہ نایاب تحریر مفتی سعادت اللہ صاحب تک اور پھر ان کے ذریعہ راقم تک پہنچی اور ان شاء اللہ آئندہ پوری تحریر ترجمہ کے ساتھ شائع کردی جائے گی۔

واضح رہے! کہ تحریر میں یہ صراحت تو موجود ہے کہ وہ افغانستان کے بادشاہ کے نام لکھی گئی ہے، البتہ بادشاہ کے ذاتی نام کی صراحت نہیں، راقم نے دارالعلوم دیوبند میں حضرت مولانا علّامہ محمد انور شاہ کشمیری رحمہ اللہ کے زمانۂ تدریس اور افغانستان میں امان اللہ خان کے دورِ حکومت اور ان کے اقدامات کا جو جائزہ لیا اور آپس میں موازنہ کیا تو اس نتیجہ پر پہنچا کہ یہ تحریر امیر امان اللہ خان ہی کے نام لکھی گئی ہوگی، واللہ اعلم۔

سرزمینِ افغانستان کی اہمیّت وعظمت علّامہ اقبال کی نظر میں

شاعرِ مشرق علّامہ اقبالؒ کی زندگی کا ابتدائی دور جیسا بھی رہا ہو! اس سے بحث نہیں، البتہ اس میں شک نہیں کہ زندگی کے آخری دور میں جب ان کا تعلق علمائے حق جیسے حضرت مولانا علّامہ محمد انور شاہ کشمیری رحمہ اللہ (متوفّٰی ۱۳۵۲ھ) حضرت مولانا احمد علی لاہوری رحمہ اللہ (متوفّٰی ۱۳۸۱ھ) اور حضرت مولانا سید سلیمان ندوی رحمہ اللہ (متوفّٰی ۱۹۵۳ء) اور دیگر علماء سے قائم ہوگیا تو ان کی زندگی میں ایک خوشگوار تغیر اور ان کے کلام میں دینی سوز وگداز پیدا ہوگیا، اور بالخصوص حضرت علّامہ محمد انور شاہ کشمیری قدس سرہٗ کی صحبت نے ان کی زندگی کو نیا رُخ دینے میں تریاق کا کام کیا۔ چنانچہ ڈاکٹر حافظ قاری فیوض الرحمن

TELEGRAM CHANNEL ::: https://t.me/pasbanehaq1

صاحب حفظہ اللہ اپنی کتاب ''معاصرینِ اقبال'' میں لکھتے ہیں:

''یہ ایک حقیقت ہے کہ علامہ اقبال کی ہمہ گیر اور حکیمانہ شاعری کے لیے جہاں قرآن حکیم کے مطالب و معارف اور کامیاب ترین مضامین کے گہرے مطالعہ کے علاوہ مثنوی حضرت مولانا روم اور اس پایہ کی دوسری وجدانی کتابوں کی مسلسل راہنمائی نے تریق کا کام کیا، وہاں نہ صرف علامہ مرحوم کی شاعری کے رُخ پلٹنے بلکہ خود ان کی زندگی میں ایک خوشگوار تغیر اور ان کے مذہبی عقائد میں جزم و پختگی پیدا کرنے میں حضرت محترم مولانا محمد انور شاہ صاحب کا بہت کچھ حصہ ہے، علامہ اقبال نے بہت سے موقعوں پر مولانا محمد انور شاہ صاحب سے استفادہ کیا، اور مذہبی معاملات میں ان کی رائے کے آگے سرِ تسلیم خم کرنے میں مسرت محسوس کی ہے۔''

(معاصرین اقبال، ص: ۹۴۱-۹۴۲)

علامہ اقبال نے بالمشافہہ استفادہ کرنے کے ساتھ ساتھ حضرت علامہ محمد انور شاہ کشمیری قدس سرہٗ سے بذریعہ خط و کتابت بھی کافی استفادہ کیا ہے، چنانچہ حضرت علامہ کشمیری رحمہ اللہ کے تلمیذِ رشید حضرت مولانا محمد انوری لائل پوریؒ (متوفی ۱۳۸۹ھ) اپنی کتاب ''انوارِ انوری'' میں لکھتے ہیں:

''افسوس وہ خطوط ہمیں دستیاب نہ ہو سکے جو حضرت شاہ صاحب رحمہ اللہ نے ڈاکٹر اقبال کو تحریر کیے، بعض خطوط تو تیس تیس صفحات پر پھیلے ہوئے تھے، معلوم نہیں کہ یہ علمی ذخیرہ کہاں کھویا گیا؟ خود فرماتے تھے جتنا استفادہ مجھ سے ڈاکٹر محمد اقبال نے کیا ہے کسی مولوی نے نہیں کیا۔'' (انوارِ انوری ص: ۱۰۴)

قرآن کریم کے گہرے مطالعہ اور علمائے حق سے تعلق و استفادہ کرنے کی بنیاد پر علامہ اقبال کے کلام کو زیادہ مقبولیت اور فہم و فراست کو مزید جلا نصیب ہوئی اور ان کے اشعار پڑھنے سے دلوں میں ایمان و یقین کی حرارت اور خودداری اور توکل علی اللہ کا جوش

TELEGRAM CHANNEL ::: https://t.me/pasbanehaq1

بیدار ہونے لگا۔ ان کے بارے میں مفکّر اسلام حضرت مولانا سید ابوالحسن علی ندوی رحمہ اللہ لکھتے ہیں:

''میری پسند اور توجہ کا مرکز وہ اسی لیے ہیں کہ وہ بلند نظری، محبت اور ایمان کے شاعر ہیں، ایک عقیدہ، دعوت اور پیغام رکھتے ہیں، اور مغرب کی مادّی تہذیب کے سب سے بڑے ناقد اور باغی ہیں، وہ اسلام کی عظمتِ رفتہ اور مسلمانوں کے اقبالِ گزشتہ کے لیے سب سے زیادہ فکر مند، تنگ نظر قومیت و وطنیت کے سب سے بڑے مخالف اور انسانیت و اسلامیت کے عظیم داعی ہیں۔'' (نقوشِ اقبال، ص: ۳۲)

راقم کو سفرِ افغانستان کے موقع پر امارتِ اسلامیہ کے ماحول کو دیکھ کر سرزمینِ افغانستان کی اہمیت و عظمت سے متعلق علّامہ اقبال مرحوم کے مندرجہ ذیل تین ابیات خاص طور پر یاد آئے۔

آسیا یک پیکر آب و گِل است — ملّتِ افغاں دراں پیکر دل است
از فسادِ او فسادِ آسیا — در کشادِ او کشادِ آسیا
تا دل آزاد است آزاد است تن — ورنہ کاہے در رہ باد است تن

(کلیاتِ اقبال۔ فارسی۔ جاوید نامہ، ص: ۱۷۷-۱۷۸)

ترجمہ و مفہوم: ''چکّی پانی و مٹی کی بنی ہوئی ایک صورت ہے، جس کے اندر افغان قوم کو دل (محور) کا درجہ حاصل ہے۔
اس محور کی خرابی سے پوری چکّی خراب ہو جاتی ہے، اور اس کے درست رہنے سے چکّی درست رہتی ہے۔
جب تک دل آزاد رہتا ہے پورا جسم آزاد رہتا ہے ورنہ جسم کی حیثیت ہوا کے سامنے تنکے کے برابر رہ جاتی ہے۔''

TELEGRAM CHANNEL ::: https://t.me/pasbanehaq1

مختصر تشریح

علامہ اقبالؒ نے مذکورہ ابیات میں "آسیا" کا لفظ ذکر کیا ہے جو چکی کے معنی میں آتا ہے لیکن اس کے ساتھ ساتھ برِ اعظم ایشیا کو بھی فارسی زبان میں "آسیا" کہا جاتا ہے، علامہ نے اس لفظ کو استعمال کر کے اس طرف اشارہ کیا ہے کہ افغانستان برِ اعظم ایشیا کے اندر مرکزی حیثیت کا حامل ہے، اور اس کی آزادی و ترقی سے پوری ایشیا آزادی و ترقی کے راستے پر گامزن ہو سکتا ہے اور اس کی خرابی و بدحالی سے بھی پوری ایشیا متاثر ہوگی۔ اور اگر اس کی آزادی چھینی گئی تو پوری ایشیا کی آزادی بھی قائم نہیں رہ سکے گی۔

علامہ اقبال نے یہ اشعار اس وقت کہے تھے جب افغانستان ایک آزاد اور خود مختار ملک تھا، کافی عرصہ گزر جانے کے بعد روس نے افغانستان پر قبضہ کرنے اور پھر بحیرۂ عرب کے گرم پانی تک پہنچنے کا منصوبہ بنایا، جس سے برِ اعظم ایشیا بالخصوص اور پوری عالمی برادری بالعموم متاثر ہونے لگی اور روس کے خلاف جہاد کا سلسلہ شروع ہوا جس کے نتیجہ میں روس ٹکڑے ٹکڑے ہو گیا۔ صاحبِ بصیرت شاعرِ مشرق نے یہ تین ابیات کہہ کر مستقبل کی ایک تاریخ کو ان میں سمو دیا ہے، اور اگر کوئی تجزیہ نگار شخص افغانستان پر روسی قبضہ کے بعد اس کے حالات کا تفصیلی تجزیہ کرے گا تو ایک ضخیم کتاب تیار ہو جائے گی اور وہ کتاب درحقیقت علامہ اقبال کے مذکورہ تین ابیات کی صحیح اور تفصیلی تشریح ہوگی۔

علامہ اقبال کا سفرِ افغانستان

علامہ اقبال نے ۱۹۳۳ء ماہِ اکتوبر میں افغانستان کے بادشاہ نادر خان (شہادت ۶ نومبر ۱۹۳۳ء) کی دعوت پر افغانستان کا چند روزہ دورہ کیا تھا، جس میں علامہ سید سلیمان ندوی (متوفی: ۱۹۵۳ء) اور سید راس مسعود (متوفی ۱۹۳۰ء) بھی ان کے ہمراہ

TELEGRAM CHANNEL ::: https://t.me/pasbanehaq1

تھے، اس سفر میں انہوں نے شاہِ افغانستان نادر شاہ سے شاہی محل ''قصرِ دل کشا'' کابل میں ملاقات کی تھی، اور ان کی اقتداء میں عصر کی نماز بھی ادا کی تھی، اس موقع پر علامہ اقبال نے قرآن پاک کا ایک نسخہ ہدیہ کے طور پر نادر شاہ کو پیش کرتے ہوئے ایک پُر درد انداز میں یہ پیغام دیا تھا کہ یہی ہر مشکل کا حل اور اہل حق کا حقیقی سرمایہ ہے، ان کے انداز کو دیکھ کر نادر شاہ رونے لگے تھے، علامہ نے اس سفر کے دوران غزنی اور قندھار کی زیارت بھی کی تھی، اور سلطان محمود غزنویؒ، حضرت حکیم سنائیؒ اور حضرت احمد شاہ بابا غازیؒ کے مزارات پر حاضری دی تھی، اسی طرح قندھار میں ''خرقۂ مبارک'' کی زیارت سے بھی بہرہ مند ہو گئے تھے، جس کے بارہ میں مشہور ہے کہ وہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا جبّہ مبارک ہے جو حضرت احمد شاہ بابا غازیؒ کو کسی ذریعہ سے دستیاب ہو گیا تھا۔

اس سفر کے دوران جہاں علامہ اقبال نادر شاہ کے صدق و اخلاص اور خوش اخلاقی و انابت الی اللہ سے متاثر ہو گئے تھے وہاں کابل، غزنی اور قندھار کی سرزمین اور وہاں کے باشندوں سے متعلق کافی اچھے تاثرات لے کر لوٹے تھے، انہوں نے واپسی پر ''مثنوی مسافر'' فارسی زباں میں تحریر کی تھی، جو ''کلیاتِ اقبال۔فارسی'' میں شائع ہو چکی ہے۔ افغانستان سے علامہ اقبال کی واپسی کے چند ہی روز بعد نادر شاہ کی شہادت کا واقعہ رونما ہوا تھا جس کے بعد ان کے نوجوان بیٹے ظاہر شاہ تخت نشیں ہو گئے تھے، ''مثنوی مسافر'' میں نادر شاہ کی شہادت کا تذکرہ اور ظاہر شاہ سے علامہ اقبال کا ایک ایمان افروز خطاب بھی شامل ہو گیا ہے۔

''مثنوی مسافر'' کے چند منتخب اشعار

''مثنوی مسافر'' کے مندرجہ ذیل چند منتخب اشعار بطور نمونہ پیش کئے جا رہے ہیں،

TELEGRAM CHANNEL ::: https://t.me/pasbanehaq1

جن سے یہ اندازہ لگانا آسان ہوجاتا ہے کہ علامہ اقبال کا افغانستان کے بارہ میں تاثر کیا تھا؟ اور وہ افغانیوں کو کیا پیغام دینا چاہتے تھے؟ راقم الحروف نے ''مثنوی مسافر'' کے مختلف مقامات سے مندرجہ ذیل فارسی اشعار کو منتخب کرتے ہوئے اپنے مضمون کا حصہ بنایا ہے اور طوالت سے بچنے کے لیے اردو ترجمہ کے بجائے ان اشعار کے شروع میں جابجا مختصر اردو خلاصہ پیش کر دیا ہے۔

چنانچہ وہ افغان قوم کو میرِ کارواں قرار دیتے ہوئے پوشیدہ فریبوں اور سازشوں سے ہوشیار رہنے کی تلقین کرتے ہیں اور ان کو غفلت برتنے اور افغانی جوش وجذبہ ضائع کرنے سے ڈراتے ہوئے اپنے اندر خود اعتمادی پیدا کرنے کی ہدایت کرتے ہیں ؎

میرِ خیل! از مکرِ پنہانی بترس　　از ضیاعِ روحِ افغانی بترس
تو خودی اندر بدن تعمیر کن　　مشتِ خاکِ خویش را اکسیر کن

اور جب علامہ اس سفر کے دوران کابل کی زیارت سے بہرہ ور ہوتے ہیں تو اس خطہ کو جنت سے تشبیہ دیتے ہوئے اور اس کے آب وہوا کو شام وروم کے آب وہوا سے بھی بہتر قرار دیتے ہوئے اپنا تاثر اس طرح ظاہر کرتے ہیں ؎

شہر کابل خطۂ جنت نظیر　　آبِ حیواں از رگِ تاکش بگیر
آں دیارِ خوش سواد آں پاک بوم　　بادِ او خوشتر زبادِ شام و روم
آبِ او برّاق و خاکش تابناک　　زندہ از موجِ نسیمش مردہ خاک

کابل کے اندر واقع شاہی محل ''قصرِ دل کشا'' میں علامہ اقبال نادر شاہ کی زیارت سے جب مستفیض ہوتے ہیں تو ان کے اخلاق وخاکساری سے متاثر ہوکر کہتے ہیں ؎

قصرِ سلطانی کہ نامش دلکشاست　　زائراں را گرد راہش کیمیاست

TELEGRAM CHANNEL ::: https://t.me/pasbanehaq1

شاہ را دیدم دراں کاخِ بلند　　پیش سلطانے فقیرے درد مند
خُلقِ او اقلیم دلہا را کشود　　رسم وآئینِ ملوک آنجا نہ بود
صدق و اخلاص از نگاہش آشکار　　دین و دولت از وجودش استوار

اور جب علّامہ اقبال نادر شاہ کو ہدیہ کے طور پر قرآن پاک کا ایک نسخہ پیش کرتے ہوئے ان کو خلوصِ دل کے ساتھ یہ نصیحت کرتے ہیں کہ یہ اہل حق کا سب سے بڑا سرمایہ ہے اور نادر شاہ پر ان کی پُر اثر نصیحت سے رقّت طاری ہو کر رونے لگتے ہیں اور پھر عصر کی نماز کے لئے اذان ہوتی ہے اور نادر شاہ خود امامت کرتے ہوئے خشوع وخضوع کے ساتھ نماز پڑھاتے ہیں، علّامہ ان کی رقّت آمیز گفتگو اور پر خشوع و پر خضوع نماز سے متأثر ہو کر مذکورہ واقعہ اور اپنا تأثر اس طرح ظاہر کرتے ہیں۔

درحضورِ آں مسلمانِ کریم　　ہدیہ آوردم زقرآنِ عظیم
گفتم ایں سرمایۂ اہلِ حق است　　در ضمیر او حیاتِ مطلق است
اندر و ہر ابتدا را انتہا است　　حیدرؓ از نیروے او خیبر کشاست
نشۂ حرفم بخونِ او دوید　　دانہ دانہ اشک از چشمش چکید
گفتگو ے خسروِ والا نژاد　　باز بامن جذبۂ سرشار داد
وقتِ عصر آمد صدائے الصلوٰت　　آن کہ مومن را کند پاک از جہات
انتہائے عاشقان سوز و گداز　　کردم اندر اقتدائے او نماز
راز ہائے آں قیام و آں سجود　　جُز بزمِ محرماں نتواں کشود!

اس کے بعد کابل سے رخصت ہو کر علّامہ اقبال غزنی کا رخ کرتے ہیں جہاں سلطان محمود غزنویؒ، حکیم سنائیؒ کے مزارات پر حاضری دیتے ہوئے غزنی اور اس

TELEGRAM CHANNEL ::: https://t.me/pasbanehaq1

سے منسوب عبقری شخصیات کے ساتھ اپنی عقیدت کا اظہار اس طرح کرتے ہیں ۔

آہ غزنی آں حریمِ علم وفن مرغزارِ شیر مردان کہن
دولتِ محمود را زیبا عروس از حنابندانِ او دانائی طوس
خفتہ در خاکش حکیمِ غزنوی از نوای او دلِ مردان قوی

اور غزنی سے جب علامہ اقبال قندہار پہنچ کر خرقۂ مبارک کی زیارت سے مستفیض ہوتے ہیں تو اس موقع پر قندہار اور اس کے گردونواح کو جنّت سے تشبیہ دیتے ہوئے اس کے آب و ہوا، پھولوں پھلوں اور یخ بستہ اناروں کا ذکر کرتے ہیں اور خرقۂ مبارک سے اپنی عقیدت کا اظہار اور اس میں سے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی خوشبو محسوس کرنے کا تذکرہ کرتے ہوئے کہتے ہیں ۔

قندہار آں کشورِ مینو سواد اہلِ دل راخاکِ او خاکِ مراد
رنگ ہا بوہا ہواہا آب ہا آب ہا تابندہ چوں سیماب ہا
لالہ ہا درخلوتِ کہسار ہا نارہا یخ بستہ اندر نار ہا
کوئے آں شہراست مارا کوئے دوست! ساربان بربند محمل سوئے دوست
آمد از پیراہنِ او بوے او داد ما را نعرۂ اللہ ھُوْ

قندہار میں حضرت احمد شاہ بابا علیہ الرحمہ مؤسّس ملّتِ افغانیہ کے مزار پر حاضری دیتے ہوئے ان کی زندگی کی تاریخ اور ان کی جرأت و سنجیدگی کو یاد کرتے ہیں اور ان کے بارہ میں اس طرح اظہارِ عقیدت فرماتے ہیں ۔

تربتِ آں خسروِ روشن ضمیر از ضمیرش ملّتے صورت پذیر
ملّتے را داد ذوقِ جستجو قدسیاں تسبیح خواں برخاکِ او
نکتہ سنج و عارف و شمشیرزن روحِ پاکش بامن آمد درسخن

TELEGRAM CHANNEL ::: https://t.me/pasbanehaq1

علامہ اقبال پر مشتمل سہ رکنی وفد جیسے ہی سفرِ افغانستان سے واپس ہندوستان پہنچتا ہے ان کو اطلاع ملتی ہے کہ درویش بادشاہ نادر شاہ کو شہید کیا گیا اور ان کی شہادت کے بعد ان کے نوجواں بیٹے ظاہر شاہ تخت نشیں ہو گئے! علامہ یہ خبر سن کر شہید نادر شاہ کی مغفرت کے لئے ''مثنوی مسافر'' میں دعا کرتے ہوئے ان کی درویشی اور مضبوط وعادلانہ نظامِ حکومت کو شاباش دیتے ہیں اور کہتے ہیں کہ اپنے فقر و درویشی کو شہادت کے خون میں نہلانا درحقیقت عزت وکامیابی ہے۔

نادرِ افغاں شہِ درویش خو رحمتِ حق بر روانِ پاکِ او
کارِ ملت محکم از تدبیر او حافظِ دینِ مبین شمشیر او
عہدِ صدیقؓ از جمالش تازہ شد! عہدِ فاروقؓ از جلالش تازہ شد!
فقر سوز و درد و داغ و آرزو است فقر را در خوں تپیدن آبرو است
فقرِ نادر آخر اندر خوں تپید آفریں بر فقرِ آں مرد شہید!

ظاہر شاہ کو علامہ اقبال کی نصیحت

نادر شاہ شہید کی بادشاہی وفقیری کو سراہنے اور ان کی شہادت کو سلام پیش کرنے کے بعد علامہ اقبال ان کے جانشین اور نوجواں صاحبزادے ظاہر شاہ کو مخاطب بنا کر قرآن پاک کی تعلیمات اپنانے، اس سے مستفید ہونے اور افغاں قوم کو روشناس کرانے کی تلقین کرتے ہیں۔

صد جہاں باقی است در قرآں ہنوز اندر آیاتش یکے خود را بسوز
باز افغان را ازاں سوزے بدہ عصرِ او را صبحِ نوروزے بدہ
برخور از قرآں اگر خواہی ثبات در ضمیرش دیدہ ام آبِ حیات
می دہد ما را پیامِ لا تخف می رساند بر مقامِ لا تخف

TELEGRAM CHANNEL ::: https://t.me/pasbanehaq1

نیز ظاہر شاہ کو یاد دلاتے ہیں کہ علم وحکمت درحقیقت ہمارے ہی اسلاف کی میراث ہے جنہوں نے یورپ پہنچ کر اس کا بیج بویا اور اب یورپ والے اس سے فائدہ اٹھا رہے ہیں! لہٰذا آپ اس علم وحکمت کو ان سے واپس لینے کی کوشش کیجئے، اس لئے کہ وہ ہمارے شیشے سے نکلنے والی پَری اور ہمارے ہی پہاڑ سے پرواز کرنے والی طور ہے! لیکن ایک بات یاد رکھئے! یورپ کی لادینی تہذیب سے جو اہلِ حق کے لئے زہرِ قاتل ہے اپنے آپ کو محفوظ رکھئے، اقبال کی نصیحت ان ہی کی زبانی سن لیجئے ۔

چوں عرب اندر اروپا پَر کشاد علم و حکمت را بنا دیگر نہاد
دانہ آں صحرا نشیناں کاشتند حاصلش افرنگیاں برداشتند
ایں پَری از شیشۂ اسلافِ ماست باز صیدش کن کہ اوازقافِ ماست
لیکن از تہذیب لا دینی گریز زاں کہ اوبا اہل حق دارد ستیز

اقبال اپنے خطاب میں ظاہر شاہ کو قیمتی نصائح سے نوازتے ہوئے آخر میں ان سے کہتے ہیں کہ میری ان گزارشات کے شرابِ طہور سے ایک دو جام ضرور لے لیں؛ تاکہ آپ تیغ بے نیام کی طرح چمک جائیں ۔

پس بگیر از بادۂ من یک دو جام
تادر خشی مثلِ تیغِ بے نیام

ظاہر شاہ کی غفلت اور اس کا نتیجہ

افسوس کے ساتھ کہنا پڑتا ہے کہ ظاہر شاہ کو تقریباً چالیس سال تک حکومت کرنے کا ایک طویل موقع ملا لیکن علامہ اقبال کی مذکورہ قیمتی نصائح میں سے کسی ایک نصیحت پر بھی عمل کرنے کی توفیق نصیب نہیں ہوئی، ان کی غفلت و بے حسی کا نتیجہ یہ نکلا کہ

TELEGRAM CHANNEL ::: https://t.me/pasbanehaq1

بالآخر حکومت بھی ہاتھ سے نکل گئی اور ملک سے بھی ان کو جلاوطن کر دیا گیا اور افغانستان اغیار کی سازشوں کا نشانہ بنتا چلا گیا۔

(نوٹ) علامہ اقبال کی ''مثنوی مسافر'' سے مندرجہ بالا اشعار کے انتخاب میں مجھے بڑی دقت پیش آئی، اس لیے کہ پوری مثنوی نقل کرنے سے مضمون کی طوالت کا اندیشہ تھا، اور چند ہی اشعار کو منتخب کرنے کی صورت میں ترجیح بلا مرجح کی صورت پیش آ رہی تھی، کیونکہ میری نظر میں پوری ''مثنوی مسافر'' میں کوئی شعر ایسا نہیں تھا جس پر دوسرے شعر کو ترجیح دی جاتی، بالآخر کیف ما اتفق ہی چند اشعار کو منتخب کرنا پڑا! فارسی زباں سے مناسبت رکھنے والے قارئین سے میری درخواست ہے کہ میرے انتخاب پر اکتفانہ کریں بلکہ ''مثنوی مسافر'' اوّل تا آخر پڑھنے کی سعی فرمائیں۔

بہر صورت! امارتِ اسلامیۂ افغانستان کے ماحول کو دیکھ کر مجھے حضرت علامہ سید محمد انور شاہ کشمیریؒ اور علامہ اقبالؒ کے تاثرات اور ملت افغانیہ اور اس کے سربراہان کے لئے ان کی مخلصانہ اور پر اثر نصیحتیں یاد آئیں اور یہ سوچتا رہا کہ امان اللہ خان سے لے کر ظاہر شاہ تک اور پھر ان کے بعد آنے والے سربراہان کو تو ان نصائح پر عمل کرنے کی توفیق میسر نہیں ہوئی لیکن امارتِ اسلامیہ کے فقیروں نے ملا محمد عمر مجاہد کی سرکردگی میں ایسا نظام قائم کیا کہ حضرت علامہ کشمیریؒ اور علامہ اقبالؒ اور ان جیسے دردمند دل رکھنے والے بے شمار لوگوں کی ارواح کو سکون حاصل ہوا ہوگا اور اگر وہ اپنی آنکھوں سے اس ماحول کا مشاہدہ کرتے تو شاید ان کی آنکھوں کو ٹھنڈک اور ان کے بے قرار دلوں کو اطمینان نصیب ہوتا۔

TELEGRAM CHANNEL ::: https://t.me/pasbanehaq1

شیخ الاسلام مولانا حسین احمد مدنیؒ سے متعلق
علامہ اقبال کے ایک قطعہ کی ضروری وضاحت

علامہ اقبالؒ کو اللہ نے ذاتی صلاحیتوں کے ساتھ ساتھ حضرت علامہ محمد انور شاہ کشمیریؒ جیسے علمائے ربانیین کی صحبت اور ان سے استفادہ کرنے کا جو موقع عنایت فرمایا تھا اس کی برکت سے ان کے کلام میں ایمانی سوز و گداز اور دینی حرارت و جذبہ صاف طور پر محسوس ہوتا ہے۔ مجھے یاد ہے جب میں نے پہلی بار ''کلیاتِ اقبال-اردو'' کی ورق گردانی کرتے ہوئے ''بانگِ درا'' میں ''صدیقؓ'' کے عنوان کے تحت اور اس سے کچھ آگے ''جنگِ یرموک کا ایک واقعہ'' کے عنوان کے تحت ایمانی جذبہ سے لبریز ان کے اشعار پڑھنے کی سعادت حاصل کی تو بے اختیار آنسو ٹپکنے لگے اور جسم کے اندر ایک پر کیف ولولہ پیدا ہونے لگا اور میں سوچنے لگا کہ علامہ اقبالؒ کی مغفرت و نجات کا راستہ تو شاید صرف ان دو نظموں کے ذریعہ بھی آسان بن جائے گا۔

اس کے بعد ان کے کلیاتِ فارسی اور اُردو دونوں بڑی دلچسپی کے ساتھ پڑھنے لگا اور آج تک جب بھی موقع ملتا ہے ان کے کلام کو پڑھتا ہوں اور اس سے استفادہ کرتے ہوئے ان کے حق میں دعائے مغفرت و رفع درجات کرتا رہتا ہوں! البتہ میں وضاحت کے ساتھ ایک عرض ضرور کرنا چاہتا ہوں کہ جب بھی ان کی کتاب کو ہاتھ لگاتا ہوں یا ان کا کوئی شعر کسی مناسبت سے پڑھنے لگتا ہوں اور یا کسی موقع پر علامہ کا ذکر خیر کرتا ہوں تو ایک بات فوری طور پر دل میں کھٹکنے لگتی ہے کہ علامہ اقبال کے ''کلیاتِ اردو-ارمغان حجاز'' کے اندر تین اشعار پر مشتمل اُس قطعہ کی موجودگی سے خود ان کی روح کو کتنی بے چینی

TELEGRAM CHANNEL ::: https://t.me/pasbanehaq1

واذیت محسوس ہورہی ہوگی جوانہوں نے لاعلمی اور غلط فہمی کی بنیاد پر اپنی وفات سے چند ہی مہینے قبل شیخ العرب والعجم حضرت مولانا سید احمد حسین احمد مدنی قدس سرہٗ کے خلاف کہا تھا اور جب ان کو اپنی غلط فہمی کا پتہ چلا تو خلوص دل کے ساتھ اپنے اس کلام سے تحریری طور پر رجوع بھی کرلیا تھا، لیکن افسوس یہ ہے کہ اس رجوع کے تقریباً چوبیس دن بعد ان کا انتقال ہوگیا اور ان کے کلام کا آخری مجموعہ ''ارمغانِ حجاز'' ان کی زندگی میں شائع نہ ہوسکا ورنہ وہ ہرگز اس نامناسب اور غلط فہمی پر مبنی قطعہ کو اپنے آخری اور سب سے پر کیف کلام ''ارمغانِ حجاز'' کا حصہ نہ بننے دیتے۔

میں اتنی جرأت تو نہیں کرسکتا کہ ایک ولی کامل کے خلاف علامہ اقبال کا وہ منسوخ شدہ قطعہ نقل کرتے ہوئے اس کی اشاعت کا حصہ دار بنوں! البتہ ان کا رجوع جو ۲۸/مارچ ۱۹۳۸ء کو روزنامہ ''احسان'' لاہور میں شائع ہوا تھا، ان ہی کے الفاظ میں نقل کرتا ہوں:

''مولانا اس بات سے صاف انکار کرتے ہیں کہ انہوں نے مسلمانانِ ہند کو جدید نظریۂ قومیت کے اختیار کرنے کا مشورہ دیا ہے، لہٰذا میں اس بات کا اعلان ضروری سمجھتا ہوں کہ مجھ کو مولانا کے اس اعتراف کے بعد کسی قسم کا کوئی حق اُن پر اعتراض کرنے کا نہیں رہتا، میں مولانا کے جوشِ عقیدت کی قدر کرتا ہوں۔۔۔۔میں اُن کو یقین دلاتا ہوں کہ مولانا کی حمیتِ دینی کے احترام میں مَیں اُن کے کسی عقیدت مند سے پیچھے نہیں ہُوں''۔ (بحوالہ ''چراغ محمد صلی اللہ علیہ وسلم'' ص: ۶۴۴-۶۴۵)

اس رجوع کے تقریباً چوبیس دن بعد ۲۱/اپریل ۱۹۳۸ء کو علامہ کا انتقال ہوگیا اور ''ارمغانِ حجاز'' ان کی وفات کے بعد ماہِ نومبر ۱۹۳۸ء کو شائع ہوا، شائع کرنے والے حضرات کو یہ توفیق نصیب نہ ہوسکی کہ علامہ اقبالؒ کی روح پر رحم کھاتے ہوئے مذکورہ کالعدم اشعار کو حذف کردیتے تاکہ ان کے اس قطعہ کی آڑ میں شیخ الاسلام حضرت مدنی

TELEGRAM CHANNEL ::: https://t.me/pasbanehaq1

قدس سرہٗ کے مقام سے ناواقف لوگ سوءِ ظن اور غیبت و بہتان میں مبتلا ہو کر اپنے لئے سوءِ خاتمہ کا انتظام نہ کرتے، اور اللہ تعالیٰ کے ایک مقرّب بندے کی دشمنی کرتے ہوئے مندرجہ ذیل حدیثِ قدسی کے مطابق اپنے لئے غضبِ الٰہی کا راستہ ہموار نہ کرتے:۔

''من عادیٰ لي ولیاً فقد اٰذنتُه بالحرب''. (رواہ البخاری: ۹۶۳/۲)

یعنی اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں: ''جس نے میرے کسی دوست سے دشمنی کرلی میں اس کے خلاف اعلانِ جنگ کرتا ہوں''۔

کاش! علامہ اقبالؒ کے پسماندگاں پروفیسر یوسف سلیم چشتی مرحوم کا وہ تحریری توبہ نامہ غور سے پڑھ لیتے جو انہوں نے ماہنامہ ''میثاق'' لاہور بابت ماہِ فروری ۱۹۷۲ء میں شائع کرایا تھا۔ پروفیسر یوسف سلیم چشتیؒ علامہ اقبال کے معتقد، ان کے کلام کے شارح اور اس پر نظرِ عمیق رکھنے والے تھے، علامہ اقبال کے مذکورہ بالا قطعہ کی شرح کرتے ہوئے انہوں نے شیخ الاسلام حضرت مدنیؒ کی شان میں بڑی گستاخیاں کی تھیں! اُدھر وہ حضرت مولانا احمد علی صاحب لاہوری قدس اللہ سرہٗ العزیز سے بے حد عقیدت رکھنے والے اور ان کی خدمت میں حاضر باش تھے، جب حضرت مولانا احمد علی صاحب لاہوریؒ کو پتہ چلا کہ پروفیسر صاحب نے حضرت شیخ الاسلام کی شان میں گستاخی کی ہے تو ان سے کہنے لگے:

''تم میری بابت کیا رائے رکھتے ہو؟ پروفیسر صاحب نے کہا ''حضرت میں آپ کو ۱۹۲۹ء سے جانتا ہوں اور آپ کو اللہ کے نیک اور برگزیدہ بندوں میں شمار کرتا ہوں'' یہ سن کر حضرت لاہوریؒ نے ان سے کہا ''میری بات کا یقین کرو گے؟'' پروفیسر صاحب نے کہا ''ضرور یقین کروں گا، کیونکہ اللہ والے جھوٹ نہیں بول سکتے'' حضرت لاہوری فرمانے لگے ''تو سنو! میں تمہاری بدگمانی دور کرنے کیلئے تمہیں بتانا چاہتا ہوں کہ میری رائے میں اور میرے علم کی رُو سے اس وقت روئے زمین پر کوئی شخص روحانیت، تقویٰ

TELEGRAM CHANNEL ::: https://t.me/pasbanehaq1

اور تعلق مع اللہ کے اعتبار سے حضرتِ اقدس شیخ الاسلام حضرت مولانا حسین احمد مدنی مدظلہ سے بڑھ کر نہیں ہے'' پروفیسر صاحب نے پوچھا'' آپ کو یہ بات کیسے معلوم ہوئی؟'' حضرت لاہوریؒ نے فرمایا'' میں حج کے مواقع پر خاصانِ حق کے اجتماع میں برابر شریک ہوتا رہا ہوں، ان کا اس بات پر اتفاق ہے کہ اس وقت روئے زمین پر حضرت موصوف کا جواب نہیں'' حضرت لاہوریؒ کی زباں سے حضرت شیخ الاسلام مدنیؒ کی عظمت کا اعتراف سن کر پروفیسر صاحب محوِ حیرت بنے رہے! حضرت لاہوریؒ نے مزید فرمایا'' حضرت مدنیؒ کی جوتیوں کا تلا بھی میری داڑھی سے زیادہ محترم ہے، بلاشبہ وہ اس زمانے میں اللہ کی ہستی کی نشانیوں میں سے ایک واضح نشانی ہیں، چونکہ میں تمہیں عزیز رکھتا ہوں اس لئے تمہیں مشورہ دیتا ہوں کہ حضرت مدنیؒ کی شان میں جو تم سے گستاخیاں سرزد ہوئیں ہیں ان سے رجوع کرلو اور اللہ سے التجا کرو کہ وہ تمہارے گناہوں کو معاف فرمادے، اگر تم حضرتِ اقدسؒ کے مقام سے آگاہ ہوتے تو ہرگز ایسی گستاخی کا ارتکاب نہ کرتے، میں دعا کروں گا کہ اللہ تم پر حضرتِ اقدسؒ کا مقام واضح کردے، تم اس بات پر غور کرو کہ مولانا اشرف علی تھانویؒ حضرتِ اقدس کے سیاسی خیالات سے متفق نہیں تھے، اس کے باوجود اُن کا نہایت احترام کرتے تھے اور اپنی مجالس میں اُن کی روحانی عظمت کا اعتراف کرتے تھے''۔ (چراغ محمد ﷺ ص:۶۵۷)

راقم عرض کرتا ہے کہ شیخ الاسلام حضرت مدنی قدس سرہٗ سے حضرت مولانا احمد علی لاہوری صاحبؒ کی عقیدت کا تذکرہ مولانا عبدالرشید ارشد صاحب نے اس طرح بیان کیا ہے:

''میں نے اپنے کانوں سے حضرت مولانا احمد علی لاہوریؒ سے ایک خطبۂ جمعہ میں سنا کہ آپ بادیدۂ تر فرمارہے تھے کہ میں جب اپنی داڑھی میں کنگھی کیا کرتا تھا تو جو بال اکھڑتے تھے ان کو جمع کرتا جاتا تھا اور خیال یہ تھا کہ جب کافی ہوجائیں گے تو پھر اس طرح کا ایک جوتا بنواؤں گا کہ جیسا حضرت مدنیؒ پہنتے تھے اور اس جوتے میں یہ بال

TELEGRAM CHANNEL ::: https://t.me/pasbanehaq1

سِلوا ؤں گا، اور احمد علی یہ خیال کرتا ہے کہ اگر حضرت مدنیؒ یہ جوتا پہن لیتے تو احمد علی کی نجات کے لئے کافی ہوتا۔ یاد رہے کہ حضرت لاہوریؒ نہ تو حضرت مدنیؒ کے شاگرد تھے نہ مرید، اور نہ ہی حضرت مدنیؒ کے سلسلہ کے شیوخ کے مرید''۔

(بیّنات اشاعتِ خاص بیاد حضرت بنوریؒ ص:۶۴۵)۔

احقر کہتا ہے کہ حکیم الامت حضرت مولانا اشرف علی تھانوی (متوفّٰی ۱۳۶۲ھ) قدس سرّہ حضرت شیخ الاسلام مولانا سید حسین احمد مدنی رحمۃ اللہ علیہ کے سیاسی خیالات سے متفق نہ ہونے کے باوجود جب کبھی ان کی شان میں گستاخی کی خبر سنتے تو فرماتے:

''مولانا حسین احمد مدنی کی مخالفت کرنے والوں کے لئے سوءِ خاتمہ کا اندیشہ ہے''۔

(ماہنامہ الصدیق ملتان ماہِ رجب ۱۳۶۰ھ ص:۳۰ بحوالہ چراغ محمد صلی اللہ علیہ وسلم ص:۴۰۳)

بہرکیف! حضرت مولانا احمد علی لاہوریؒ کی توجّہ دلانے پر جب پروفیسر یوسف سلیم چشتی مرحوم کو یقین ہوگیا کہ انہوں نے شیخ الاسلام حضرت مولانا سید حسین احمد مدنیؒ کی شان میں گستاخی کر کے ایک عظیم غلطی کی ہے تو انہوں نے ہمّت مردانہ سے کام لیتے ہوئے صرف زبانی ہی نہیں بلکہ تحریری طور پر اپنا توبہ نامہ ماہنامہ ''میثاق'' لاہور بابت ماہ فروری ۱۹۷۲ء میں شائع کرایا، ان کے توبہ نامہ کا پورا متن ماہنامہ ''میثاق'' لاہور مذکورہ نمبر یا پھر ''چراغِ محمد صلی اللہ علیہ وسلم ص:۶۵۱-۶۶۴'' میں ملاحظہ کیا جائے، یہاں پر اس میں سے صرف ایک ہی اقتباس نقل کیا جارہا ہے:

''اب جبکہ حضرتِ اقدسؒ کی جلالتِ شان، لِلّٰہیت، بزرگی اور بارگاہِ رسالت میں ان کی قدر و منزلت مجھ پر آشکار ہوچکی ہے اِس لئے بصمیمِ قلب انتہائی عاجزی اور فروتنی کے ساتھ اللہ تعالیٰ سے اپنی خطا اور گستاخی کی معافی طلب کرتا ہُوں، استغفار کرتا ہوں، توبہ کرتا ہوں، اظہارِ ندامت کرتا ہُوں، اور اس اعترافِ گناہ کو اس نیت

TELEGRAM CHANNEL ::: https://t.me/pasbanehaq1

سے شائع کرتا ہوں کہ قارئین میرے حق میں دعا کریں کہ اللہ تعالیٰ میری توبہ کو قبول فرمالے اور میرے گناہوں کو معاف کردے اور قیامت کے دن مجھ سے اس گستاخی پر مؤاخذہ نہ کرے جو میں نے اس مقربِ بارگاہ بندے کی جناب میں روا رکھی تھی۔ ''ربِّ اِنِّیْ ظلمتُ نفسی ظلماً عظیمًا''

(چراغ محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ص:۶۵۵-۶۵۶)

مذکورہ مخلصانہ توبہ نامہ کا ایک ایک لفظ توبۃ النصوح کی ترجمانی کررہا ہے، جس کی اشاعت کے بعد پروفیسر صاحب کو اللہ تعالیٰ نے دین پر ایک ایسی استقامت عطا کی جو ان کی وفات تک قائم رہی جس کی بنیاد پر یہ امید قائم کی جاسکتی ہے کہ اللہ تعالیٰ نے ان کی توبہ صادقہ کو اپنی بارگاہ میں شرفِ قبولیت سے نوازا ہوگا۔

اللہ تعالیٰ پروفیسر صاحب کی مغفرت فرمائے اور علامہ اقبال کے علانیہ اور پرخلوص رجوع کے بعد ان سے بھی درگزر فرمائے اور ان کے پسماندگان کو مذکورہ کالعدم قطعہ کو ''ارمغانِ حجاز'' سے حذف کردینے کی توفیق عطا فرمائے، آمین۔

ایک خصوصی گزارش

سرزمینِ افغانستان کی عظمت و اہمیت سے متعلق علامہ اقبال کے حکیمانہ اشعار کا ذکر کرتے ہوئے احقر نے ان کے کلام سے متعلق اپنا تاثر اپنے ٹوٹے پھوٹے الفاظ میں ظاہر کردیا، اور ان کے کلام سے جو وقتاً فوقتاً احقر نے استفادہ کیا ہے یا آج تک کررہا ہے، اس کا بھی ذکر کردیا ہے۔ ان کو ایک درد رکھنے والے مردِ مؤمن سمجھ کر مجھے یہ فکر ہمیشہ دامن گیر رہی ہے کہ ان کی حساس روح کو اُس قطعہ سے کتنی بے چینی ہورہی ہوگی جو انہوں نے تو اپنی زندگی میں کالعدم کردیا تھا لیکن ارمغانِ حجاز میں موجود پاکر لوگ اُسے اقبال کے دل کی آواز سمجھ کر پڑھ رہے ہیں!۔

TELEGRAM CHANNEL ::: https://t.me/pasbanehaq1

اس لیے میرا دل یہ چاہ رہا ہے کہ میں علامہ کے پسماندگان اور ان کے کلام کی طباعت کے ذمہ داران سے اپنی اس تحریر کے ذریعہ واضح الفاظ میں یہ خصوصی گزارش کروں کہ اس قطعہ سے شیخ الاسلام حضرت مولانا سید حسین احمد مدنی قدس سرہ کا تو کوئی نقصان نہیں ہوگا، البتہ علامہ کی روح کو بے چینی سے بچانے اور ان کے معتقدین کی زبانوں کو اللہ کے ایک مقرب بندے کی غیبت و بہتان سے بچانے کی ضرورت ہے، لہذا اس قطعہ کو حذف کر دینے کی کوشش کیجئے اور علی الاعلان اس بات کی وضاحت کیجئے کہ علامہ نے خود ہی اپنی زندگی میں اس قطعہ کو کالعدم کر دیا تھا۔ میرا مقصد آپ حضرات یا کسی اور کی دل آزاری نہیں، بلکہ ہمدردی کے جذبے کے تحت آپ سے ایک مؤدبانہ گزارش کی گئی ہے، واللہ علی ما أقول وکیل اس گزارش کے بعد اپنے موضوع ''امارتِ اسلامیہ افغانستان'' کی طرف لوٹتا ہوں۔

امارتِ اسلامیہ افغانستان سے متعلق ڈاکٹر جاوید اقبال صاحب کا تاثر

علامہ اقبالؒ کے صاحبزادے جسٹس ڈاکٹر جاوید اقبال مرحوم کو افغانستان سے متعلق اپنے والدِ ماجد کے تاثرات وتمناؤں کا کچھ احساس ضرور رہا ہوگا، اس لئے کہ ایک طرف سے تو وہ علامہ کے لختِ جگر تھے اور دوسری طرف علامہ نے اپنی زندگی میں ان کے اندر ایمانی شعور وجذبہ بیدار کرنے کی کوشش کی تھی، اور اپنے کلام میں جا بجا ان کو براہِ راست اور ان کے ذریعہ پوری نوجوان نسل کو مخاطب بناتے ہوئے ایک باشعور مسلمان بننے کی ترغیب دی تھی، اسی مقصد کے تحت علامہ نے ''جاوید نامہ'' تحریر کیا تھا جو ان کے ''کلیاتِ فارسی'' کا حصہ بن چکا ہے۔ ''جاوید نامہ'' کے علاوہ بھی ان کے کلام میں ''جاوید'' سے متعلق ان کے احساسات اور فکر مند ہونے کا پتہ چلتا ہے، چنانچہ ''ارمغانِ حجاز - فارسی''

TELEGRAM CHANNEL ::: https://t.me/pasbanehaq1

میں ''حضورِ رسالتؐ'' کے عنوان کے تحت نمبر بارہ کے ذیل میں ''جاوید'' کے بارہ میں اپنی تمنا کا اظہار اس طرح کرتے ہیں ؎

ہمیں یک آرزو دارم کہ جاوید
زعشقِ تو بگیرد رنگ وبوئے

ترجمہ ومفہوم: ''جاوید کے بارہ میں میری ایک ہی تمنا ہے کہ اس میں عشق نبوی کا رنگ وبو پیدا ہوجائے''۔

ڈاکٹر جاوید اقبال کی عمر تقریباً چودہ برس کی تھی کہ اپنے والد کے سایہ سے محروم ہوگئے اور اقبال کی باتوں کو اقبال ہی کی زباں سے سمجھنے کا موقع ہاتھ سے نکل گیا، شاید اسی وجہ سے انہیں کلی طور پر اپنے والد کی تمناؤں پر اترنا نصیب نہ ہوسکا، اور ایک آزاد خیال آدمی کی طرح زندگی بسر کرتے رہے، تاہم اس سے بھی انکار نہیں کہ ان کے دل میں اپنے والد صاحب کی تمناؤں کا کچھ نہ کچھ احساس ضروری موجزن رہا ہوگا اور اسی احساس کے تحت انہوں نے ماہِ دسمبر ۱۹۹۹ء کو افغانستان کا سفر کیا تھا اور امارتِ اسلامیہ کی صورتِ حال کا اپنی آنکھوں سے مشاہدہ کرتے ہوئے واپسی پر امارتِ اسلامیہ کے حق میں ایسی تقریریں کیں تھیں جنہیں علمائے کرام اور دیگر فکر مند حضرات نے سراہا تھا۔ ڈاکٹر جاوید اقبال صاحب نے مذکورہ سفر اور امارتِ اسلامیہ کے حق میں اپنی تقریروں اور لوگوں میں ان کی پذیرائی کا تذکرہ اپنی کتاب ''اپنا گریباں چاک، ص: ۱۹۸-۲۰۰'' میں کیا ہے، البتہ ان تقریروں کا مکمل متن یا کچھ اہم اقتباسات مذکورہ کتاب میں موجود نہیں! راقم کو کافی تلاش کے بعد امارتِ اسلامیہ سے متعلق ان کے ۳۱ر دسمبر ۲۰۰۰ء کے خطاب کا ایک اہم اور مختصر مندرجہ ذیل جملہ ڈاکٹر اسرار احمد صاحب کے ایک کتابچہ میں ملا: ''اگر دوسرے ملکوں میں بھی وہی نظام نافذ ہوجائے جو وہاں ہے تو پوری دنیا مسلمان ہوجائے گی''۔ (قرآن کا لائحہ عمل ص: ۵۱)

TELEGRAM CHANNEL ::: https://t.me/pasbanehaq1

راقم کہتا ہے کہ مذکورہ تاریخی جملہ اگرچہ ڈاکٹر جاوید اقبال کی زباں سے ادا ہوا ہے لیکن ایسا محسوس ہوتا ہے کہ یہ درحقیقت علامہ اقبالؒ کے دل کی آواز ہے جو ان کے فرزند کی زباں پر جاری ہوئی۔ اس جملہ کی تصدیق کے لئے مندرجہ ذیل واقعہ اور اس سے ملتے جلتے دیگر واقعات کافی ہیں۔

امارتِ اسلامیہ سے متاثر ہو کر ایک انگریز خاتون کا قبولِ اسلام

طالبان کے دور میں امارتِ اسلامیہ کے نظام اور اس کے ذمہ داروں کے بلند اخلاق کو دیکھ کر ایک انگریز خاتون صحافی ''یوآنے رِڈلے'' (Yvonne Ridley) مسلمان ہوگئی، اس خاتون کے قبولِ اسلام کا واقعہ اختصار کے ساتھ پیش کیا جارہا ہے:

''یوآنے رِڈلے'' برطانیہ سے تعلق رکھنے والی خاتون صحافی تھی، ۱۱ر ستمبر ۲۰۰۱ء کو جب امریکا میں ورلڈ ٹریڈ سینٹر اور پینٹا گون طیاروں کے ٹکرانے سے زمین بوس ہو رہی تھیں تو عین اسی وقت وہ لندن ''سنڈے ایکسپریس'' کے نیوز روم میں بیٹھی اپنے معمول کے فرائض انجام دے رہی تھی، مذکورہ واقعہ کے بعد انہیں انتظامیہ کی جانب سے حالات کا جائزہ لینے کے لئے اسلام آباد پہنچنے کی ہدایت کی گئی، اسلام آباد پہنچنے کے بعد انہیں اندازہ ہوگیا کہ چونکہ امریکا افغانستان پر حملہ کرنے کے لئے تیاری کر رہا ہے، اس لئے اس وقت مجھ جیسی مغربی خاتون کے لئے افغانستان جانے کا ویزا مشکل سے ملے گا، لہذا انہوں نے عجلت کے ساتھ حالات کا جائزہ لینے کے لئے اپنی شناخت چھپا کر برقع پہنا اور براستہ طورخم افغانستان کے شہر جلال آباد پہنچ گئی، اس دوران انہوں نے مختلف تصاویر اپنے کیمرے میں محفوظ کرلیں اور لوگوں کے تاثرات بھی لئے اور واپسی کا سفر کا شروع کیا اور طورخم پہنچنے کے لئے مقامی سواری ''گدھے'' پر برقع میں ملبوس ہو کر بیٹھ گئی، تقریباً بیس منٹ کا فاصلہ باقی تھا کہ گدھا بے قابو ہوگیا جس سے اس کی شناخت ظاہر ہوگئی اور وہ طالبان کے ہاتھوں گرفتار ہوگئی۔

TELEGRAM CHANNEL ::: https://t.me/pasbanehaq1

ایک ایسے نازک وقت میں کہ امریکا افغانستان پر حملہ کرنے کی تیاری کر رہا تھا ایک انگریز عورت کا برقع پہن کر اپنی شناخت چھپائی ہوئی غیر قانونی طریقہ سے افغانستان میں داخل ہونا بہت سے شکوک وشبہات کو پیدا کر سکتا تھا، اس لئے طالبان نے اُسے قید میں رکھ کر تفتیش کا فیصلہ کیا، ادھر اسرائیلی و امریکی خفیہ ایجنسیوں کی طرف سے غیر محسوس طور پر کوشش کی گئی کہ طالبان کو یہ باور کرایا جائے کہ یہ جاسوسہ ہے، تا کہ اسے مار ڈالے اور پھر ان کے دشمنوں کو اس پر وپیگنڈے کا موقع ملے کہ طالبان صحافیوں اور خواتین کو مار رہے ہیں۔

ادھر خود ''یوآنے رڈلے'' کے ذہن میں طالبان سے متعلق جو ایک وحشتناک تصور تھا اس کے تحت وہ سخت خوف زدہ تھی اور خود اس کے بقول اس کا یہ خیال تھا کہ ''شاید اب مجھے پتھر مار مار کر موت کی نیند سلا دیا جائے گا'' لیکن امارتِ اسلامیہ کے باکردار ذمہ داروں نے حکمت سے کام لیتے ہوئے اس کی عزت وآبرو کو مکمل تحفظ فراہم کیا اور جب تفتیش کے بعد پتہ چلا کہ وہ جاسوسی کی غرض سے آئی ہوئی نہیں بلکہ ایک صحافی کی حیثیت سے عوام کے احساسات کا جائزہ لینا چاہ رہی تھی، البتہ اس مقصد کے لئے اس نے غیر قانونی طریقہ اختیار کیا تھا اور بھیس بدل کر بغیر اجازت اور بغیر پاسپورٹ و ویزا امارتِ اسلامیہ کی سرزمین میں داخل ہوگئی تھی! تو انہوں نے اس کے جرم سے درگزر کرتے ہوئے معاف کر دیا اور چند ہی دن کے اندر اسے رہا کر دیا، ہاں! رہا کرتے وقت ایک اچھے انداز میں زبردستی وتشدّد کئے بغیر دینِ اسلام کی دعوت دی جس کے جواب میں ''یوآنے رڈلے'' نے اس پیشکش کا شکریہ ادا کرتے ہوئے کہا کہ میں لندن واپس جا کر دینِ اسلام کا خصوصی مطالعہ کروں گی اور پھر فیصلہ کروں گی۔

طالبان ذمہ داروں کے حسنِ سلوک اور اسلامی نظام کی پرسکون وخوشگوار فضاء نے اس کے دل کو ایک نیا رخ دکھا دیا، چنانچہ رہائی کے بعد واپس اپنے ملک پہنچ کر طالبان

TELEGRAM CHANNEL ::: https://t.me/pasbanehaq1

کے ساتھ کئے ہوئے وعدے کے مطابق اس نے دینِ اسلام کا مطالعہ کیا اور مسلم تنظیموں اور ممتاز مذہبی شخصیات سے استفادہ کیا جس کے نتیجہ میں برطانوی آزاد ماحول میں پرورش پانے والی، اور خود اس کے بقول ''ماضی میں تین شوہروں سے طلاق لینے والی اور پھر ایک ناجائز بیٹی کو جنم دینے والی'' ۳۰ رجون ۲۰۰۳ء کی صبح ساڑھے گیارہ بجے دینِ اسلام میں داخل ہوکر ''یوآنے رڈلے'' سے ''مریم'' بن گئی اور اللہ تعالیٰ کے مندرجہ ذیل فرمان کے مطابق اپنے لئے پچھلے تمام گناہوں کے کفارہ کا انتظام کرلیا: ''قل لِلّذین کفروا اِن ینتھوا یُغفَر لھم ماقد سلف'' (الانفال:۳۸) یعنی ''آپ! کافروں سے کہہ دیجئے کہ اگر وہ مسلمان ہوکر اپنی حرکتوں سے باز آجائیں تو ان کے پچھلے قصور معاف کردئے جائیں گے'' اور اسی طرح نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی مندرجہ ذیل حدیثِ پاک کے مطابق ''یوآنے رِڈلے'' نے ''مریم'' بن کر اپنی سابقہ تمام کوتاہیوں کے قصہ کو یک لخت ختم کردیا:۔ ''الاسلام یھدمُ ماکان قبلہ'' (رواہ مسلم) یعنی ''اسلام سابقہ تمام گناہوں کو مسمار کردیتا ہے''۔

مریم کا قبولِ اسلام فرزندِ اقبال کے تاریخی جملے کا ثبوت ہے

اوپر عرض کیا جاچکا ہے کہ ڈاکٹر جاوید اقبال نے امارتِ اسلامیہ کے مثالی نظام کو دیکھ کر کہا تھا کہ ''اگر ایسا نظام کچھ اور ملکوں میں بھی نافذ ہوجائے تو پوری دنیا مسلمان ہوجائیگی''۔ مریم کا قبولِ اسلام مذکورہ تاریخی جملے کا ثبوت ہے، مریم نے رہائی کے بعد ایک کتاب بہ نام ''IN THE HANDS OF THE TALIBAN'' (طالبان کی قید میں) لکھی ہے جس میں انہوں نے اپنے تاثرات و مشاہدات کا اظہار کیا ہے اور مسلمان بننے کے بعد ان سے کئے گئے سوالات کے جوابات بھی اس کتاب

TELEGRAM CHANNEL ::: https://t.me/pasbanehaq1

میں شامل کر دیئے گئے ہیں، کتاب کا اردو ترجمہ جناب محمد یحییٰ خان صاحب نے کیا ہے اور ''نگارشات پبلشرز'' لاہور سے شائع ہوگئی ہے، مذکورہ کتاب سے نمونے کے طور پر مریم کا مندرجہ ذیل ایک تاثر و مشاہدہ نقل کیا جارہا ہے:

''جلال آباد میں دوران تفتیش انٹیلی جنس اور دیگر عملہ کے ارکان کے اس رویے نے بھی مجھے ایک عجیب تجربے سے دوچار کیا، وہ میری آنکھوں میں آنکھیں ڈال کر بات نہیں کرتے تھے، اس وقت میں یہ نہیں سمجھ سکتی تھی کہ ایسا کیوں کرتے ہیں؟ مجھے گمان گزرتا تھا کہ یا تو مجھ میں بطور عورت وہ کشش نہیں جو جنسِ مخالف کو متوجہ کرسکتی ہے، یا ان کے دل میں میرے خلاف کوئی بغض ہے کہ نفرت کے باعث میری شکل بغور دیکھنا انہیں گوارا نہیں ہے، وہ مجھ پر سوال کر کے یا تو پیچھے دیوار پر لگی کسی چیز پر خالی خولی نگاہیں مرکوز کئے رکھتے یا چھت کو گھورتے رہتے۔ مجھے ان سے تنہائی کے مواقع بھی ملے مگر جس طرح وہ دو دو تین تین کی صورت میں بے نیازی کا مظاہرہ کرتے تنہائی میں بھی ویسے ہی لاتعلق رہتے۔ میں اس رویے کو اپنی ایک طرح کی توہین سمجھتی تھی۔ لیکن اگر ایسی بات ہوتی تو ان کے رویے میں درشتی و کرختگی آجانی چاہئے تھی، مگر ایسا بھی نہیں تھا بلکہ ان سب باتوں میں عزت و احترام موجود تھا۔

یہ راز اب جا کر کھلا ہے کہ اسلام اگر عورت کو پردے (حجاب) کا حکم دیتا ہے تو مرد کو نگاہیں جھکانے (غضِ بصر) کا بھی حکم دیتا ہے، حیاء اور شرم کے لئے مرد اور عورت دونوں پر ذمہ داری ڈالی گئی ہے۔ عورت خود تو اپنے لباس کے باوجود اپنے حسن کو نمایاں سے نمایاں تر کرتی رہے اور مرد سے یہ توقع رکھے کہ وہ نگاہیں جھکائے رکھے درست نہیں، اسی طرح مرد اگر عورت سے حجاب کی توقع رکھے اور خود بھوکے بھیڑیئے کی طرح ان کا قد کاٹھ اور چال ڈھال ناپتا رہے تو اس کی بھی اجازت نہیں''۔

(طالبان کی قید میں ص: ۲۹۰۔۲۹۱)

TELEGRAM CHANNEL ::: https://t.me/pasbanehaq1

مریم سے کیا گیا ایک سوال اور اس کا جواب

سوال: قید کے دوران آپ کے ساتھ طالبان کا سلوک کیسا رہا؟

جواب: اس سلوک کے بارہ میں مَیں اپنے متعدد انٹرویوز اور اپنی کتاب میں ذکر کر چکی ہوں، البتہ یہاں اس بات کا اضافہ کرنا چاہتی ہوں کہ بظاہر میں جاسوس تھی اور ان کے راز چوری کرنے کے لئے بھیس بدل کر ان کے ملک میں گھسی تھی، پھر میں نے انہیں اشتعال دلانے میں بھی کوئی کسر نہیں چھوڑی تھی، میں نے تفتیش کاروں کے منہ پر تھوکا، انہیں گالیاں دیتی رہی اور بری طرح دھتکارتی بھی رہی۔ اس کے جواب میں وہ مجھے اپنی بہن اور معزز مہمان کہتے رہے، انہوں نے مجھے ائیر کنڈیشنڈ اور صاف ستھرا کمرہ بھی دیئے رکھا، جس کی چابی بھی میرے قبضے میں تھی، اس کا موازنہ ابوغریب اور جزیرہ گوانتاناموبے میں رکھے گئے بے گناہ قیدیوں کی حالات سے کیجئے، امریکی ان کے ساتھ انتہائی غیر انسانی سلوک کر رہے ہیں، انہیں ایسے پنجروں میں رکھا گیا ہے جن میں وہ سیدھے کھڑے بھی نہیں ہو سکتے، یہ مناظر ٹی وی پر بھی دکھائے جا رہے ہیں کہ ایک سپر پاور اپنی دھاک بٹھانے کے لئے وحشیانہ حرکت کر رہی ہے، بتائے پھر ان دونوں میں سے مہذب وشائستہ قوم کون سی قرار پاتی ہے؟ اُجڈ اور گنوار کون؟

(طالبان کی قید میں ص: ۲۸۷)

امارتِ اسلامیہ کی مقبولیت سے امریکا اور یورپ والوں کی نیندیں حرام

امارتِ اسلامیہ کا اسلامی نظام روئے زمیں پر بسنے والے دردمند مسلمانوں کے لئے ایک بہترین نمونہ کے طور پر ابھرتا جا رہا تھا بلکہ ان غیر مسلموں کے لئے بھی باعثِ کشش بنتا جا رہا تھا جو باطل نظام کی مصنوعی آزادی سے پریشان اور حق کی تلاش میں سرگرداں پھر رہے تھے۔ یہی وہ صورتِ حال تھی جسے امریکا اور اس کے متوالی برداشت نہیں کر سکتے تھے، اس لئے طاقت کے نشے میں مست دنیا بھر کی درجنوں باطل طاقتیں امریکا کی

TELEGRAM CHANNEL ::: https://t.me/pasbanehaq1

سرکردگی میں اتحادی بن کر ایک منظم سازش کے تحت ۷ راور ۸ راکتوبر ۲۰۰۱ء کی درمیانی رات امارتِ اسلامیہ پر بھوکے بھیڑیوں کی طرح حملہ آور ہوئیں، ان حملہ آوروں کا یہ خیال تھا کہ طالبان اوران کی تحریک کو چند گھنٹوں یا زیادہ سے زیادہ چند ہی دنوں کے اندر صفحۂ ہستی سے مٹادیں گے، لیکن اللہ تعالیٰ کی غیور ذات نے اپنی قدرتِ کاملہ کے ذریعہ اہلِ حق کو ایسا حوصلہ عطا فرمایا کہ انہوں نے باطل کے خلاف اپنی زندگیوں کے آخری رمق تک جہاد فی سبیل اللہ اور مکمل مزاحمت کا پختہ ارادہ کیا جس کی برکت سے تادمِ تحریر (ماہِ اپریل ۲۰۱۷ء) جو تقریباً سولہ سال کا عرصہ گزر چکا ہے امریکا کا خواب شرمندہ تعبیر نہ ہوسکا، بلکہ اسے بے انتہا جانی و مالی نقصانات کا سامنا کرنا پڑا اور اب وہ ذلیل ہوکر نکلنے کے لئے مختلف بہانے ڈھونڈ رہا ہے اور اللہ تعالیٰ سے یہ امید ہے کہ تاریخ اپنے آپ کو دہرائیگی اور امریکا بھی روس کی طرح شکست سے دوچار ہوکر ٹکڑے ٹکڑے ہوجائیگا، وماذٰلك على الله بعزيز۔

TELEGRAM CHANNEL ::: https://t.me/pasbanehaq1

خاتمہ

اس سفرنامے کے شروع میں ''پیشِ لفظ'' کے عنوان کے تحت احقر عرض کر چکا ہے کہ اس کا مسوّدہ درحقیقت امارتِ اسلامیہ افغانستان کے دورِ اول کے تاثرات ومشاہدات اور چشم دید صورتِ حال پر مشتمل تھا اور جب ماہ اکتوبر ۲۰۰۱ء کو عالمی طاغوتی طاقتیں امریکا کی سرکردگی میں امارتِ اسلامیہ پر حملہ آور ہوئیں اور وقتی طور پر کابل اور دیگر شہروں پر امارتِ اسلامیہ کا کنٹرول ختم ہوگیا، اس وقت اللہ تعالیٰ نے امیر المؤمنین ملا محمد عمر مجاہد رحمۃ اللہ علیہ کی سرکردگی میں طالبان مجاہدین کو ایک نیا حوصلہ عطا فرمایا اور انہوں نے ان حملہ آور لٹیروں، غارتگروں اور غاصبوں کے خلاف مسلّح جہاد شروع کر دیا جو بیس سال تک جاری رہا۔ بیس سال کی بے مثال قربانیوں کے بعد اللہ تعالیٰ کی توفیق سے پورا ملک فتح ہوا اور سالِ رواں ۱۴۴۳ھ مطابق ۲۰۲۱ء کو امارتِ اسلامیہ کی حکومت پھر قائم ہوگئی۔

آج سے تقریباً چار سال قبل ۱۴۳۸ھ مطابق ۲۰۱۷ء کو جب غاصبین کے خلاف تحریکِ طالبان کا مسلّح جہاد جاری تھا احقر نے اپنے سفرنامے کو ترتیب دے کر شائع کرنے کا ارادہ کیا تھا لیکن اس وقت کچھ ناگزیر وجوہات کے تحت شائع نہ ہوسکا جس کا تذکرہ پیشِ لفظ میں بھی ہو چکا ہے۔ مذکورہ بالا تاریخ کو سفرنامے کو ترتیب دیتے ہوئے آخر میں احقر نے یہ بھی لکھا تھا کہ ''اللہ تعالیٰ سے یہ امید ہے کہ تاریخ اپنی آپ دہرائیگی اور امریکا بھی روس کی طرح شکست سے دوچار ہوکر ٹکڑے ٹکڑے ہوجائیگا، وما ذلك على الله

TELEGRAM CHANNEL ::: https://t.me/pasbanehaq1

بعزیز۔'' آج الحمدللہ پوری دنیا نے دیکھا کہ امریکا شکست کھا کر بھاگ گیا ہے، البتہ اس کا ٹکڑا ٹکڑا ہونا ابھی باقی ہے، اللہ سے امید ہے کہ دنیا اس کا نظارہ بھی کرے گی۔

افغانستان کے سابقہ جہاد اور طالبان کے جہاد کا موازنہ

سال ۱۹۷۸ء کو افغانستان میں روس نواز حکومت برسر اقتدار آئی اور ۱۹۷۹ء کو روس نے اپنی ایک لاکھ مسلّح فوج کو بھی افغانستان میں داخل کر کے بحیرۂ عرب کے گرم پانی تک پہنچنے کا منصوبہ بنایا، لیکن افغانستان کے غیور مسلمانوں نے اس کے خلاف مسلّح اور مسلسل جہاد شروع کر دیا جس کے نتیجے میں روس پسپا ہو کر ۱۹۸۹ء کو ذلّت و رسوائی کے ساتھ افغانستان سے نکل گیا اور ۱۹۹۱ء تک پارہ پارہ بھی ہو گیا۔

اس میں کوئی شک وشبہ نہیں کہ اس جہاد میں جہاں افغانستان کے غیور مسلمانوں نے اپنی جانوں کی بے مثال و بے شمار قربانیاں پیش کر دیں، وہاں دین کی محبت سے سرشار دنیا بھر کے مسلمانوں میں سے بھی ایک کثیر تعداد نے اپنی اپنی استطاعت کے مطابق ساتھ دیا جس کے نتیجے میں اللہ تعالیٰ نے انہیں غلبہ عطا فرما کر روس کو شکست سے دو چار کر دیا۔ البتہ اس جہاد میں شروع ہی سے دوستی کی آڑ میں اسلام دشمن طاقتوں کی ایک سازش بھی شامل رہی، اور وہ یہ کہ اُس زمانے میں چونکہ امریکا اور روس کے درمیان سرد جنگ کا سلسلہ جاری تھا؛ اسلئے وہ ہرگز نہیں چاہتا تھا کہ روس افغانستان پر قبضہ جما کر پھر اپنے منصوبے کے تحت بحیرۂ عرب کے گرم پانی تک رسائی حاصل کرے۔ لہٰذا اس نے روس کو نیچا دکھانے اور خود ہی دنیا کی واحد سُپر طاقت بننے کیلئے مجاہدین کے ذریعے روس کو شکست دینے کا منصوبہ بناتے ہوئے مجاہدین کی کھل کر حمایت کرنے کے ساتھ ساتھ انہیں اسلحہ بھی فراہم کر دیا، امریکا کی حمایت وتعاون کو دیکھ کر اس کی اتحادی اور زیرِ اثر حکومتوں نے بھی مجاہدین کی کھل کی حمایت کی۔

TELEGRAM CHANNEL ::: https://t.me/pasbanehaq1

اس حمایت کے بعد مجاہدین کو ایک عالمی حیثیت حاصل ہوگئی اور مغربی دنیا میں ذرائع ابلاغ نے ان کو مجاہدین کے لقب سے نوازتے ہوئے ان کی جدوجہد آزادی کو سراہا، اُدھر حرمین شریفین کی محراب و منبر سے بھی ان کے حق میں دعائیں اور ان کے ساتھ تعاون کرنے کی اپیلیں کی گئیں۔ اس عالمی صورت حال سے اگرچہ مجاہدین کو ظاہری طور پر تو تقویت حاصل ہوئی، لیکن اندرونی طور پر امریکی اور غربی سازش کے تحت اس کا ایک منفی پہلو بھی سامنے آیا؛ اسلئے کہ اس عالمی حمایت میں امریکا اور اس کی اتحادی طاقتوں کا اہم کردار رہا اور یہ طاقتیں اگرچہ اس بات کیلئے تو کوشاں تھیں کہ روس پسپا ہو کر شکست سے دوچار ہو جائے، تاہم اسلام اور مسلمانوں سے اپنے اندرونی بغض اور فطری عداوت کی وجہ سے اس کیلئے ہرگز تیار نہیں تھیں کہ افغانستان میں مجاہدین کی اسلامی حکومت قائم ہو۔ سورۂ بقرہ میں اللہ تعالیٰ کا مندرجہ ذیل ارشاد بھی یہود و نصاریٰ کی اس خفیہ عداوت و بغض سے مسلمانوں کو آگاہ کر دیتا ہے: "ولن ترضیٰ عنك الیهود ولا النصاریٰ حتی تتبع ملّتهم" (اور یہود و نصاریٰ اس وقت تک ہرگز تم سے راضی نہیں ہوں گے جب تک تم ان کے مذہب کی پیروی نہیں کرو گے)۔

چنانچہ امریکا نے اسی فطری عداوت کے تحت دوغلی پالیسی اپناتے ہوئے شروع ہی سے دوست بن کر مجاہدین کے درمیان اختلاف کا بیج بو دیا؛ تاکہ روس کی شکست اور مجاہدین کی کامیابی کی صورت میں اس اختلاف کو ہوا دی جائے اور مجاہدین کو آپس میں دست و گریباں کراتے ہوئے لڑایا جائے اور ان کے اختلاف سے فائدہ اٹھاتے ہوئے ان کو اسلامی حکومت بنانے کا موقع نہ دیا جائے، مجاہدین امریکا کی اس دوغلی پالیسی کو یا تو صحیح طریقے سے سمجھ نہیں پا رہے۔ تھے یا پھر اپنے آپ کو مجبور تصور کرتے ہوئے اس سے

TELEGRAM CHANNEL ::: https://t.me/pasbanehaq1

براءت کا اظہار نہیں کر سکتے تھے؛ اسلئے شروع سے آخر تک اسی سازش کا شکار ہو کر ایک ہی امیر پر متفق نہ ہو سکے، بلکہ مختلف جماعتوں میں بٹے رہے، یہاں تک کہ وقتاً فوقتاً آپس میں بھی مسلح جنگ لڑتے رہے، اور روس کی شکست وانخلاء کے بعد تو بالکل دست وگریباں ہو گئے اور امریکا کا پہلے ہی سے مرتب کردہ منصوبہ وقتی طور پر کامیاب ہو گیا۔

اس کے برعکس تحریکِ طالبان بالکل بے سروسامانی کی حالت میں ایک ہی شخص امیر المؤمنین ملا محمد عمر مجاہد رحمۃ اللہ علیہ کی قیادت میں شروع ہوئی اور ان ہی کی قیادت میں آگے بڑھتی رہی۔ جب اللہ تعالیٰ کی توفیق سے پہلی بار ۱۹۹۶ء کو اس تحریک نے کامیابی حاصل کرتے ہوئے کابل کو فتح کیا اور امارتِ اسلامیہ قائم کر دی تو اس وقت بھی نہ تو کسی مصلحت کا شکار ہوئی اور نہ ہی شریعت کے برخلاف کسی دباؤ کو قبول کیا اور پانچ سال تک مثالی حکومت چلاتی رہی۔ سال ۲۰۰۱ء کو جب عالمی طاغوتی طاقتوں کے حملوں کے نتیجے میں امارتِ اسلامیہ کا سقوط ہوا، اس وقت سے دوبارہ کامیاب ہونے تک جو بیس سال کا عرصہ گذرا ہے اس میں بھی نہایت سخت حالات کا مقابلہ کرتے ہوئے بے سروسامانی کی حالت میں شروع میں امیر المؤمنین ملا محمد عمر مجاہد رحمۃ اللہ علیہ کی قیادت میں اور ان کی وفات کے کچھ عرصے بعد امیر المؤمنین ملا ہبۃ اللہ آخوندزادہ صاحب مدظلہم کی قیادت میں مسلح اور مخلصانہ جہاد کا سلسلہ جاری رکھا۔ ۱۵/ اگست ۲۰۲۱ء کو کابل اور ۶/ ستمبر ۲۰۲۱ء کو پنجشیر فتح کرنے کے بعد پورے ملک کا کنٹرول حاصل کر لیا اور تادمِ تحریر ایک ہی امیر المؤمنین کی قیادت میں کام کر رہی ہے۔

خلاصہ یہ کہ روس کے خلاف جو سابقہ جہاد ہوا تھا اس میں اور تحریکِ طالبان کے جہاد میں تین اعتبار سے فرق نظر آ رہا ہے، پہلا فرق تو یہ کہ سابقہ جہاد میں متعدد اسلامی ممالک

TELEGRAM CHANNEL ::: https://t.me/pasbanehaq1

کے ساتھ ساتھ امریکا اور اس کے اتحادی ممالک کا تعاون بھی جاری رہا، اور جب ظاہری اسباب و وسائل زیادہ نظر آنے لگتے ہیں تو بعض دفعہ ان ہی پر اعتماد بڑھ جاتا ہے اور توکُّل علی اللہ میں جو مسلمان کی کامیابی کا بنیادی سرمایہ ہے کچھ کمی آجاتی ہے۔ جب کہ تحریکِ طالبان کی صورتِ حال یہ رہی کہ امریکا اور اس کے اتحادیوں کے رُعب کی وجہ سے اسلامی اور غیر اسلامی ملکوں میں سے کوئی بھی اس کے ساتھ علی الاعلان تعاون کیلئے تیار نہ تھا، لہذا اس کا دارومدار صرف توکُّل علی اللہ پر رہا۔ ایسی صورت میں رجوع الی اللہ میں اضافہ ہوجاتا ہے اور اللہ تعالیٰ کی مدد زیادہ شاملِ حال رہتی ہے۔

دوسرا فرق سابقہ افغان جہاد اور تحریکِ طالبان میں یہ رہا کہ چونکہ طالبان کے جہاد میں مجاہدین براہ راست امریکا اور اس کی اتحادی مغربی طاقتوں کے خلاف برسرِ پیکار رہے، اسلئے ان طاغوتی طاقتوں کو دوست بن کر سازش کرنے اور مجاہدین کے درمیان اختلاف پیدا کرنے کا موقع نہ مل سکا، لہٰذا طالبان اللہ تعالیٰ کے فضل و کرم سے ان کی منافقانہ سازشوں سے کافی حد تک محفوظ رہے۔ جب کہ سابقہ جہاد میں تعاون کی آڑ میں ان کی سازش کامیاب ہوئی۔

تیسرا فرق دونوں جہادی سلسلوں میں یہ رہا کہ طالبان شروع سے آخر تک ایک ہی امیر المؤمنین کے ہاتھ پر بیعت کر کے ان کی قیادت میں جہاد کرتے رہے اور آج تک شریعت کے مطابق ان کی اطاعت کرتے ہوئے مصروفِ عمل ہیں، اسلئے وہ گروپ بندی اور افراتفری سے محفوظ رہے اور امید ہے کہ آیندہ بھی ایک ہی امیر المؤمنین کی قیادت میں کام کرتے رہیں گے اور افراتفری سے محفوظ رہیں گے، جب کہ سابقہ جہاد کے اندر مجاہدین شروع سے آخر تک فرقہ بندی میں مبتلا رہے جس کا خمیازہ بالآخر ان کو بھگتنا پڑا۔

TELEGRAM CHANNEL ::: https://t.me/pasbanehaq1

ایک سبق آموز واقعہ

افغان مجاہدین جس زمانے میں روس کے خلاف برسرِ پیکار تھے، اس زمانے میں راقم الحروف کو دارالعلوم دیوبند کے مدرس کی حیثیت سے جامعۃ الملک سعود ریاض کے شعبہ معہد اللغۃ العربیۃ میں داخلہ کا موقع ملا اور دو سال (۱۴۰۸ھ-۱۴۰۹ھ مطابق ۱۹۸۸ء-۱۹۸۹ء) تک جامعۃ الملک سعود ریاض میں رہنے اور "اعداد المعلّمین" کا کورس مکمل کرنے کی سعادت نصیب ہوئی۔ اس دوران میں نے دیکھا تھا کہ سعودی عرب کی حکومت وعوام سب دل وجان سے افغان مجاہدین کے ساتھ تعاون کر رہے تھے، ریاض شہر کے مختلف مقامات میں مجاہدین کے دفاتر تھے جہاں مالی مدد کیلئے سعودی عوام کا رش لگا رہتا تھا۔

ان دفاتر کے ذمہ داران سے میں نے براہ راست سنا تھا کہ سعودی عوام جن میں مرد وخواتین دونوں شامل ہوتے ہیں تسلسل کے ساتھ نقد رقوم وزیورات اور بعض دیگر اجناس کے ذریعے افغان مجاہدین کے ساتھ اتنا تعاون کرتے ہیں کہ ہم لوگ جمع کرتے کرتے تھک جاتے ہیں۔ بلکہ یہاں تک بھی ان حضرات نے بتایا کہ رات کو دفتر بند کر کے ہم چلے جاتے ہیں، صبح جب مین گیٹ کھول دیتے ہیں تو بعض دفعہ ہم دیکھتے ہیں کہ نامعلوم لوگوں نے مجاہدین کی امداد کیلئے بند گیٹ کے اوپر سے دفتر کی عمارت کے اندر نقد رقوم سے بھرے لفافے پھینک کر چلے گئے ہیں۔

اس کے علاوہ اس زمانے میں احقر جب ریاض سے عمرہ وزیارت یا ایامِ حج میں حج کیلئے حرمین شریفین کا سفر کرتا، تو حرمین شریفین کے منبر ومحراب سے مجاہدین کے حق میں تقریر اور ان کی کامیابی کیلئے دعائیں سنتا تھا اور رمضان المبارک میں تو وتر کی دعاء میں نہایت لجاجت کے ساتھ افغان مجاہدین کا نام لے کر دعائیں کی جاتی تھیں۔ ان تقاریر و

TELEGRAM CHANNEL ::: https://t.me/pasbanehaq1

دعاؤں سے متاثر ہو کر جہاں مختلف ممالک کے مسلمان دل لگا کر مجاہدین کے حق میں دعائیں کرتے وہاں ان کی مالی و اخلاقی مدد کیلئے بھی تیار ہو جاتے۔ یہ تو سابقہ جہاد سے متعلق رائے عامہ کی صورت حال تھی، ذیل میں طالبان دور کے جہاد سے متعلق رائے عامہ کی صورت حال اور ان کی بے سروسامانی کی کیفیت اور ان کے ساتھ اللہ تعالیٰ کی خصوصی مدد کا تذکرہ کیا جا رہا ہے۔

ماہ رمضان ۱۴۳۷ھ مطابق ماہ جون ۲۰۱۶ء میں احقر کو عمرہ کرنے کی سعادت نصیب ہوئی، سعودی کیلنڈر کے مطابق ۱۹ رمضان ۱۴۳۷ھ مطابق ۲۴ جون ۲۰۱۶ء کو جمعے کا دن تھا، میں نے مسجد حرام میں جمعہ کی نماز ادا کی، مجھے چونکہ سابقہ افغان جہاد کے دوران کی وہ دعائیں یاد تھیں جو مجاہدین کے حق میں حرمین شریفین کے منبر و محراب سے نہایت ہی لجاجت کے ساتھ کی جاتی تھیں، اسلئے دل چاہ رہا تھا اور ایک حد تک توقع بھی تھی کہ شاید امام صاحب اپنے خطبے میں اس ماہ مبارک کے اندر اللہ کے دین کے ان سپاہیوں کے حق میں کامیابی کی دعا کریں گے جن کی سرزمین پر امریکا کی سرکردگی میں چالیس سے زیادہ ملک متحد ہو کر حملہ آور ہو چکے ہیں اور مجاہدین بے سروسامانی کی حالت میں ان کے خلاف لڑ رہے ہیں! لیکن حیرت کی بات یہ ہے کہ نہ تو جمعے کے خطبے میں اور نہ ہی راتوں کو وتر کی دعاؤں میں ان کو یاد کیا گیا۔

اس صورت حال کو دیکھ کر میں نہایت افسوس کے ساتھ سوچنے لگا کہ کیا جو جہاد روس کے ظلم و ناجائز قبضے کے خلاف ہو رہا تھا اور امریکا کو اس میں اپنا مفاد نظر آ رہا تھا وہ تو جہاد تھا، اور جو جہاد آج امریکا سمیت چالیس سے زیادہ ملکوں کے ظلم و بربریت اور ناجائز قبضے کے خلاف ہو رہا ہے وہ جہاد نہیں ہے بلکہ دہشتگردی ہے؟ اور کیا مسلمان اتنے کمزور

TELEGRAM CHANNEL ::: https://t.me/pasbanehaq1

اور بے حس ہو چکے ہیں کہ امریکا کے رُعب وخوف کی وجہ سے اپنے مظلوم اور مجاہد بھائیوں کے حق میں آواز بلند کرنا تو درکنار دعا بھی نہیں کر سکتے؟۔

مسلمانوں کی اس بے حسی پر غور کرتے ہوئے مجھ پر ایک مایوسی کی کیفیت طاری ہونے لگی اور پھر ایک دم ذہن میں یہ آیا کہ مایوسی کی ضرورت نہیں ہے؛ اسلئے کہ اگر ایک طرف مسلمانوں میں مذکورہ بے حسی و کمزوری نظر آرہی ہے تو دوسری طرف ایک ہمت افزا کیفیت یہ بھی تو ہے کہ مسلمانوں میں طالبان مجاہدین جیسے غیور لوگ موجود ہیں جو صرف اللہ کے دین کی حفاظت کیلئے بے سروسامانی کی حالت میں امریکا سمیت چالیس سے زیادہ ملکوں کا جوانمردی کے ساتھ مقابلہ کر رہے ہیں۔ پھر جو مجھ سے ہو سکا حرم پاک میں مجاہدین کی کامیابی کیلئے دل لگا کر دعا کی، اور میرا غالب گمان بلکہ یقین ہے کہ دردِ دل رکھنے والے بے شمار مسلمانوں نے بھی اپنی تنہائیوں میں مجاہدین کے حق میں ایسی ہی بلکہ اس سے بڑھ کر دعائیں کی ہونگی، اور میدانِ جنگ میں برسرِ پیکار طالبان مجاہدین بھی جہاد کے ساتھ ساتھ رجوع الی اللہ میں مصروف رہے ہونگے جس کے نتیجے میں اللہ تعالیٰ نے بالآخر طاغوتی طاقتوں کو ذلیل ورسوا کر کے بھاگنے پر مجبور کر دیا اور مجاہدین کو فتح سے نوازا۔

آخری گذارش

طالبان مجاہدین کی کامیابی اور ملک کی مکمل فتح اور دوبارہ امارتِ اسلامیہ قائم ہونے کے بعد اب عالمی طاغوتی طاقتیں مختلف بہانوں سے امارتِ اسلامیہ کو تنہا کرنے، ان کو اقتصادی طور پر کمزور کرنے اور ان کے راستے میں مختلف رکاوٹیں کھڑی کرنے کی کوششوں میں مصروف ہیں۔ لیکن اللہ تعالیٰ سے امید ہے کہ جس طرح اللہ تعالیٰ نے افغانستان پر ان کا قبضہ بالآخر ناکام بنا دیا اور ان کو ذلت کے ساتھ اس سرزمین سے باہر نکال دیا، اسی

TELEGRAM CHANNEL ::: https://t.me/pasbanehaq1

طرح ان کی موجودہ سازشوں کو بھی ناکام بنادے گا۔ اس سلسلے میں افغانستان کے مخلص و غیور مسلمانوں اور تحریکِ طالبان سے وابستہ تمام مجاہدین سے ایک عاجزانہ درخواست کرتا ہُوں کہ رجوع الی اللہ، آپس میں مکمل اتحاد و اتفاق اور ایک ہی امیر المؤمنین کی اطاعت و فرمانبرداری کا خصوصی اہتمام کیجئے، ان شاء اللہ ہر قسم کی مشکلات آسان اور دشمنانِ اسلام کی ناپاک سازشیں ناکام اور تمام رکاوٹیں دور ہو جائیں گی، إِنَّ اللّٰهَ لَقَوِيٌّ عَزِيز۔

TELEGRAM CHANNEL ::: https://t.me/pasbanehaq1

جدید اضافہ شدہ ایڈیشن

دو مقامات کا سفرنامہ

حکایتِ مہر و وفا

حجاز مقدس کی والہانہ حاضری
دارالعلوم دیوبند کا نیازمندانہ سفر

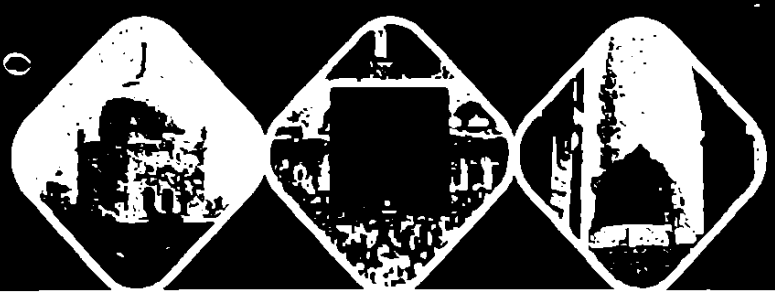

تالیف
مفتی عبدالرؤف غزنوی
فاضل و سابق استاذ و خطیب دارالعلوم کراچی (انڈیا)
استاذ حدیث جامعہ علوم اسلامیہ علامہ بنوری ٹاؤن کراچی

مکتبہ غزنوی کراچی
0333-2114000

TELEGRAM CHANNEL ::: https://t.me/pasbanehaq1

وَاَمَّا الَّذِيْنَ سُعِدُوْا فَفِي الْجَنَّةِ

رہے وہ لوگ جو سعید بنائے گئے وہ جنت میں ہوں گے (سورۃ ہود ۱۰۸)

حیاتِ سعید

حضرت مولانا مفتی سعید احمد صاحب پالن پوری سابق شیخ الحدیث صدر المدرسین دارالعلوم دیوبند قدس سرہٗ
کے مکمل حالات زندگی اور مسلک علماء دیوبند کے مختصر تعارف پر مشتمل ایک معلوماتی افراکتاب

تالیف

حضرت مولانا مفتی محمد امین صاحب پالن پوری

استاذ حدیث و فقہ و مفتی دارالعلوم دیوبند ضلع سہارنپور یوپی

اہتمام و تحشیہ

مفتی عبدالرؤف غزنوی

فاضل و سابق استاذ و خطیب دارالعلوم دیوبند (انڈیا)

استاذ حدیث جامعہ اسلامیہ علامہ بنوری ٹاؤن کراچی

مکتبہ غزنوی کراچی 0333-2114000

TELEGRAM CHANNEL ::: https://t.me/pasbanehaq1

المدارس والجامعات الإسلامية الأهلية

نشأتها ومميزاتها ومسؤوليات أصحابها

مجموعة مقالات تضيئ للقارئ نشأة المدارس الإسلامية
وأهدافها ومسؤوليات منتميها باللغة العربية الفصيحة

إعداد

المفتي عبد الرؤوف الغزنوي

الأستاذ والخطيب سابقاً بالجامعة الإسلامية دار العلوم ديوبند الهند
وأستاذ الحديث النبوي ورئيس تحرير مجلة "البيان" العربية بجامعة العلوم الإسلامية
علامه بنوري تاؤن كراتشي باكستان

المكتبة الغزنوية كراتشي

٠٣٣٣-٢١١٤٠٠

TELEGRAM CHANNEL ::: https://t.me/pasbanehaq1

مقالات عربية تربوية

مَجْمُوعَةُ مَقَالَاتٍ تُوَضِّحُ لِلْقَارِئِ خُطُورَةَ الْمَعَاصِي الْمُنْتَشِرَةِ وَطُرُقَ مُعَالَجَتِهَا
كَمَا تُسَاعِدُهُ عَلَى الْكِتَابَةِ وَالْإِنْشَاءِ وَإِلْقَاءِ الْمُحَاضَرَاتِ بِاللُّغَةِ الْعَرَبِيَّةِ

إعداد

المفتي عبد الرؤوف الغزنوي

المكتبة الغزنوية كراتشي

٠٣٣٣-٢١١٤٠٠٠

TELEGRAM CHANNEL ::: https://t.me/pasbanehaq1

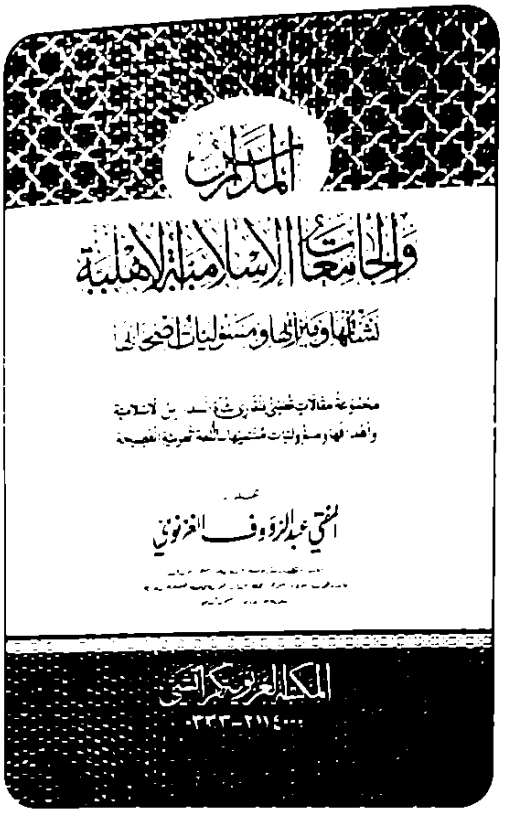

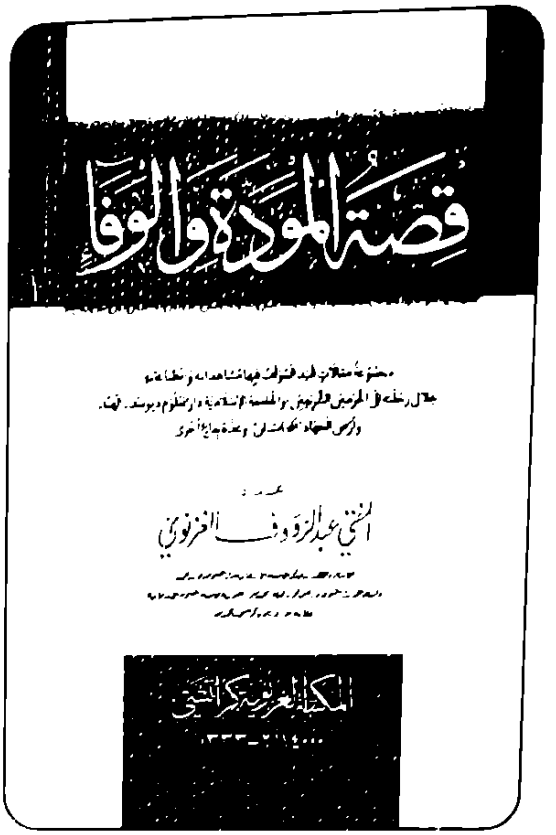

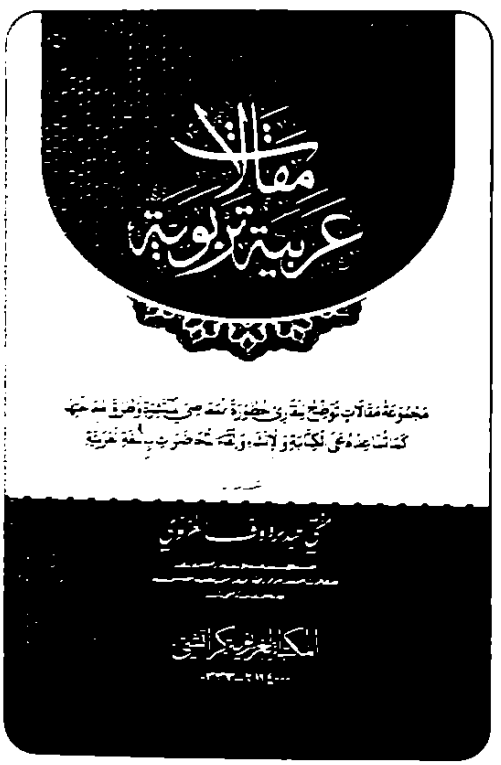

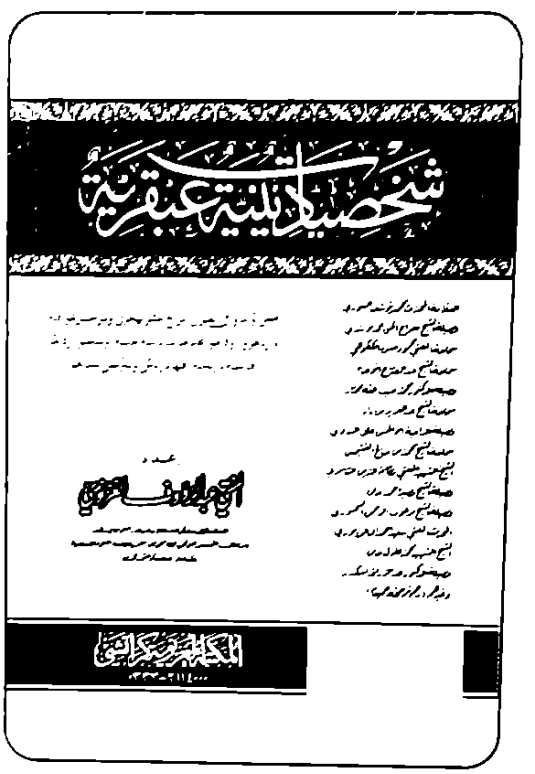

سلام کتب مارکیٹ ۔ دکان نمبر 13
علامہ بنوری ٹاؤن ۔ کراچی
مکتبہ غزنوی کراچی
2017
TELEGRAM CHANNEL ::: https://t.me/pasbanehaq1